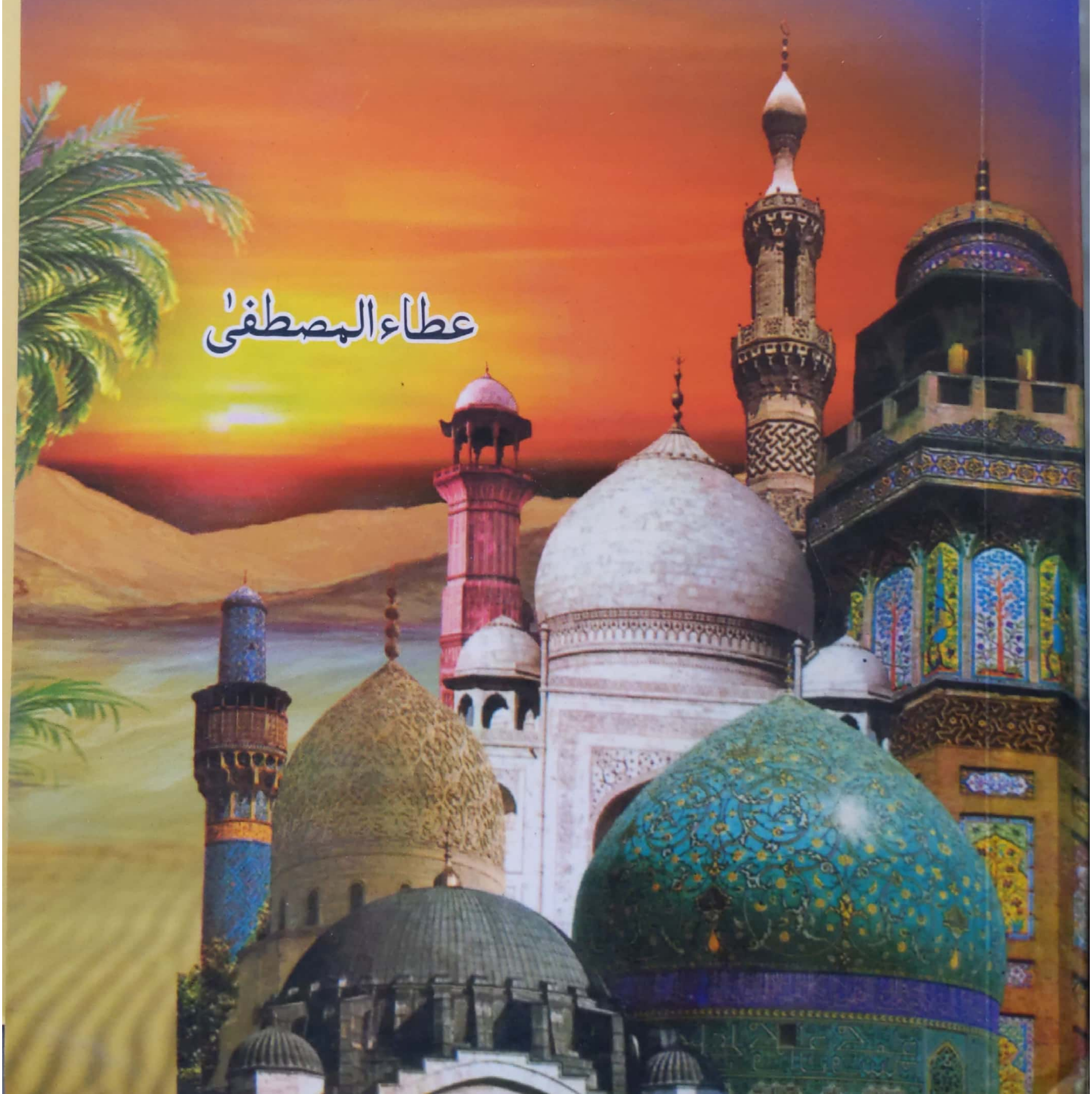
التحفة الروحانية
فى
الشجرة المظهرية



عطاء المصطفىٰ

نام کتاب	:	التحفۃ الروحانیۃ فی الشجرۃ المظہریۃ
مصنف	:	عطاء المصطفیٰ
کمپوزنگ	:	محمد عمران حسن، احمد عبداللہ کمپیوٹرز
ناشر	:	درگاہِ مظہریہ پپلاں، ضلع میانوالی
معاونین	:	رضاء المصطفیٰ ایڈووکیٹ اسلام آباد
طباعت	:	میثاق پرنٹرز، اسلام آباد 0333-5683292
سن طباعت	:	جولائی 2013ء
تعداد	:	1000

انتساب

حلية الاتقياء السالكين، عمدة الاولياء الواصلين، زبدة
العلماء الراسخين
مظهر العلوم الخفيه و الجليه
حضرت علی بن عثمان الهجويری
المعروف حضور داتا گنج بخش رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه

کی ذاتِ مبارکہ کے نام
جو حقیقتاً برصغیر پاک و ہند میں
دفاعِ تصوف و روحانیت کے لیے ایک ''علمی قلعہ''
اور فیضِ تصوف و روحانیت کے لیے ایک ''روحانی سرچشمہ'' ہیں۔

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را راہنما

فہرست

پیش لفظ

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی اُلفت مُجھ سے
تم ایک نظر میرا محبوبِ نظر تو دیکھو

امام سفیان الثوری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ھیں:

اس شخص کی مجلس اختیار کرو جس کے ساتھ گفتگو سے پہلے اس کی ''زیارت''، تمہیں ''صاحبِ فضیلت'' بنادے!

یہی وجہ ہے کہ رسولِ دوعالم ﷺ نے بندہ ولی کی شناخت کیلئے ایسی علامت متعین فرمائی جس کا مشاہدہ ہر خاص و عام کرسکتا ہے۔صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اولیاء کون ہیں؟

سرکارِ دوعالم ﷺ نے فرمایا:

اذارؤواذکر اللّٰہ

''جسے دیکھ کر رب یاد آجائے وہ اللہ کا ولی ہے''

جب بھی متلاشیانِ حق نے اھلِ معرفت کو ڈھونڈا تو وہ راہِ ہدایت سے بہرہ ور ہوئے۔ قبلہ باباجی صاحب بھی ایک ایسے ہی مردِ باکمال تھے۔جن کے دیدار سے نگاہوں کی پیاس بجھائی جاتی۔جن کی زیارت سے قلب و باطن کی مادی لذتیں، روحانی حلاوتوں سے بدل جایا کرتیں۔ایک ایسے درویش تھے جو ساری زندگی ''تصورِ ذات خدا'' کے ''حصار'' میں گم رہے مگر کائنات کو محصور رکھا۔ ہفت افلاک رفعت پا کر بھی چٹائی پہ ''دربارِ محبت'' لگایا۔آپ کے چہرے سے عبادتوں کے تقدس کا سکون نمایاں نظر آتا۔آپ کی

عادت مبارکہ تھی کہ بہت کم بولتے۔ مجلس میں بیٹھتے تو بھی ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے۔

سادہ اور عام فہم انداز میں نصیحت آموز جملے ارشاد فرماتے جو دلوں پہ نقش ہو جایا کرتے۔

کتاب کی غرض و غایت بیان کرنے سے پہلے حصولِ برکت کے لیے ہم یہاں قبلہ باباجی صاحب کی ایک تقریر کا کچھ حصہ نقل کرتے ہیں۔ جو دلوں کو سکون اور روحوں کو چین بخشے گا۔

ایک مرتبہ خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''بڑا کمال ہمارا کیا ہے؟ عاجزی، جو اللہ رب العزت کے حضور جھکنے سے ملتی ہے۔ جب انسان انتہائی عاجزی کے اندر اپنے مالک کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ ''سبحان ربی الاعلیٰ'' اپنی زبان سے نکالتا ہے تو پیارے محبوبِ پاک صاحب لولاک حضور پُرنُور ﷺ فرماتے ہیں کہ رب کائنات فرماتا ہے کہ میں اتنا خوش ہوتا ہوں کہ اگر اس میں تاب ہوتی تو میں بے نقاب ہو کر سامنے آجاتا، دوستو!۔۔۔کوئی بات تو ہے اس سجدے کے اندر کہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ہر رات ہزار رکعات پڑھا کرتیں اور فرماتیں رات بہت کم ہے کاش لمبی رات ہوتی۔۔۔

مُجھ کو جنوں نہیں کہ جاگوں تمام رات
تیری یاد جو جگائے تو کیا کروں

یہ شعر پڑھتے ہوئے باباجی صاحب کی آواز بھرّا گئی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔۔۔

فرمانے لگے۔

''دوستو! یہ دنیا چند روزہ ہے، یہ زندگی اس لیے دی ہے تاکہ اس سے آخرت کمائی جائے یہ مال و جان یہ سب کچھ اس لیے دیا ہے تاکہ اس کو خرچ کر کے دار آخرت کی نعمتوں کو

حاصل کرو جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔سعادت منداور خوش بخت وہی ہیں جنہوں نے اس ''فانی زندگی'' کوخرچ کر کے ''باقی زندگی'' کو حاصل کیا۔۔۔فانی مال دے کر باقی مال کو حاصل کیا''

فرمایا: ''دوست وہی ہے جومشکل وقت میں کام آئے۔۔۔سب سے بہترین دوست نیکی ہے۔۔۔اورسب سے بدترین دوست بدی ہے''۔۔۔

یہ اُس مردِ باکمال کی گفتگو ہے۔جو اِس پُرفتن دور میں علم وآگہی کا پیغام دیتے رہے۔ آج جب ہر سُو محبتیں بیزار ہورہی ہیں۔اور ہر طرف نفرتیں پھیل رہی ہیں۔یا پھیلائی جارہی ہیں۔اِن ناگفتہ بہ حالات میں آپ کی خانقاہ سالہا سال سے محبت بانٹ رہی ہے۔ساری زندگی آپ کے ہونٹوں سے صداقت اور سچائی کی کرنیں پھوٹیں۔اور آپ کے دل نے سوزوساز کا ورثہ تقسیم کیا۔

زینت الاولیاء قبلہ باباجی قدس سرہ العزیز نے جس ارفع واعلیٰ روحانی شان سے زندگی گزاری فی زمانہ اس کامل واکمل زھد وتقاء اور پرہیزگار حیات طیبہ کا تصور بھی کوئی فردواحد نہیں کرسکتا۔لوگ جوق در جوق آپ کی زیارت وملاقات اور مجالست کیلئے حاضر ہوتے اور آپ نے لوگوں کے دلوں پر محبتوں کے وہ نقوش چھوڑے کہ وصال مبارکہ کو چار سال ہو چکے مگر آج بھی آپ کا ذکر سنتے ہی ''آنسو'' آنکھوں کا حصار توڑ کر رخساروں پر رقص کناں ہوجاتے ہیں۔آپ کی حیات طیبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اس فرمان کے مصداق رہی۔

خالطو الناس مخالطة ان متم معهابكوا عليكم وان عشتم حنواالیکم

''لوگوں کے ساتھ ایسا میل جور کھو کہ مرجاؤ تو لوگ روئیں اور زندہ رہو تو تمہیں ملنے کو

ترسیں۔

حضرت باباجی قدس سرہ العزیز کے علمی اور روحانی ورثہ کے جانشین حضرت صاحبزادہ محمد احسن مدظلہ العالی اور حضرت صاحبزادہ محمد اشرف مدظلہ العالی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کہ حضرت صاحبزادگان نے جس ''حسن'' اور ''شرافت'' سے آپ کی مسندِ علمی وروحانی کو آراستہ کیا۔اس کی نظیر خال خال دیکھنے کو ملتی ہے۔ زہد وتقوی، صبر ورضا، تواضع و انکساری، فقرو سادگی، حسنِ اخلاق وکردار، سخاوت وفیاضی، شفقت ومحبت وملنساری جیسی جتنی خوبیاں قبلہ باباجی صاحب کو اللہ رب العزت نے عطا فرمائی تھیں ان تمام خصائل و محاسن سے اللہ پاک نے صاحبزادگان کے لیل ونہار اور خلوت وجلوت کو زینت بخشی۔ حقیقتاً دونوں شہزادے قبلہ باباجی قدس سرہ العزیز کے چمنستان روحانیت کے دو پھول ہیں۔اور دونوں پھول اپنی اپنی خوشبو بکھیرتے ہیں۔

یہ خوشبو پیار ومحبت وملنساری کی ہو۔۔۔یا جمال مصطفیٰ ﷺ کے ذکر کی خوشبو۔۔۔ رموز تصوف وروحانیت کی خوشبو ہو۔فضائل زہد وتقویٰ کی خوشبو ہو۔۔۔یا کوچہ دریائے رحمت کی خوشبو۔۔۔!!

بہر حال محسوس کرنے والے اس خوشبو کو آج بھی محسوس کرتے ہیں۔

بڑے صاحبزادے حضرت محمد احسن ہیں جو بلاشبہ ''مظہرِ حسنِ گفتار وکردار ہیں'' آپ انتہائی مشکل مسائل ومعاملات کو انتہائی لطیف اور حکیمانہ پیرائے میں حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں آپ کی زیارت ومجالست کو بڑے بڑے اہلِ علم اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔اور راقم کو اس بات پر فخر ہے کہ علوم دینیہ کی تحصیل کی ترغیب آپ ہی کی شفقت ومحبت کا نتیجہ ہے۔

پانچ سال قبل آپ کا ارشاد فرمایا ہوا ایک جملہ آج بھی قلب وذہن پہ نقش ہے۔''اگر دنیا کی کمائی اختیار کروگے تو قیامت کے دن بارگاہ خدا میں حساب دوگے اور اگر دین کی

کمائی (خدمت) اختیار کرو گے تو قیامت کے دن بارگاہِ خدا سے حساب (اجر) لوگے"

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ علمی اور حکمت بھری گفتگو میں ایک خفیف سا فرق ہے۔ علمی گفتگو بسا اوقات صرف سطح ذہن کو متاثر کرتے ہوئے وقتی اثر چھوڑتی ہے اور اگر طبیعت اچاٹ ہو تو اس طرح کی گفتگو سے ذہنی اور روحانی سکون نصیب نہیں ہوتا۔

لیکن حکمت بھری گفتگو (جو اللہ رب العزت کی عطا ہے) سطح ذہن سے زیادہ قلبی کیفیات پر اپنا اثر چھوڑتی ہے اور اچاٹ اور بے رغبت طبعیت میں حلاوۃ وسکون کی خوشبوئیں بکھیرتی ہے۔ جس سے علم وآ گاہی کے سوتے پھوٹتے ہیں۔

جیسا کہ حضرت علی کرم الہ وجہہ الکریم نے ارشاد فرمایا: و

ان هذه القلوب تمل كماتمل الابدان فابتغوالها طرائف الحكمة

"یہ دل اسی طرح اُکتا جاتے ہیں جس طرح بدن اُکتا جاتے ہیں لہذا ان کیلئے نئی نئی لطیف حکمتیں تلاش کرو"

اُکتائے دلوں کو دین کی ترغیب دلانے کیلئے حضرت محمد احسن صاحب کے ہاں "باوقار، مدلل اور حکیمانہ طرزِ تخاطب" پر مشتمل اندازِ کلام غلبہ رکھتا ہے جبکہ حضرت صاحبزادہ محمد اشرف صاحب کے مزاج کا "سادہ پن" اُن کی شرافت و بزرگی کو ظاہر کرتا ہے۔

مختصراً قبلہ عالم حضرت باباجی قدس سرہ العزیز کے خصائص کا عکس صاجزادگان میں بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔۔۔!

اب ہم کتاب کے موضوع کے حوالے سے چند ایک ضروری اُمور کی وضاحت کرتے ہیں۔ کتاب کا موضوع شجرہ طریقت ہے۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تمام سلاسلِ صوفیاء میں شجرہ طریقت کی اہمیت مسلَّم ہے۔ تمام سلاسلِ صوفیاء میں مشائخ سلسلہ کی روحانیت سے اکتسابِ فیض کیا جاتا ہے۔ اور اُن کے اسمائے گرامی سے حصولِ تبرک جانِ تصوف ہے شیخ

سلامہ حزامی ایک مقام پر لکھتے ہیں۔ کہ اولیائے کرام کے اسماء جس محفل میں یاد کئے جائیں اللہ پاک کے تجلیاتِ محبت نازل ہوتی ہیں۔ اہل اللہ ہمیشہ اپنی روحانی سند کا تذکار رحمت معمول بنائے رکھتے ہیں۔ خصوصاً مشائخ مریدین سے بیعت لیتے ہوئے شجرہ طریقت تلاوت کر کے باقاعدہ قبول کرواتے ہیں۔ یقیناً اس عمل سے دلوں سے غفلت کے پردے سرکتے ہیں۔ روحانیتیں مستحکم ہوتی ہیں۔ افکار نہایت تیزی سے لاہوت کی طرف محوِ پرواز ہوتے ہیں۔ لاتعین کی منزل لحظوں میں روشن معلوم ہوتی ہیں۔ صوفیا کثرت سے شجرہ طریقت پڑھتے ہیں اور جس شخص کا سلسلۃ الذہب مسلسل نہ ہو اُس کا دعویٰ طریقت کرنا باطل ہے۔ اور صوفیا کہتے ہیں کہ اگر دل غفلت کی تاریکی میں ڈوب جائیں اور ناسوت حال کے پَر کاٹ دے تو علاج فقط فضلِ الٰہی ہے۔ اور وسیلہ اپنے بزرگوں کے شجرہ سے مدد حاصل کرنا ہے۔ بسا اوقات مرشد مُرید سے پورا شجرہ تلاوت کرانے کی بجائے صرف اپنے مرشد کا ذکر کر کے اُس کے سلسلہ کی قبولیت کی طرف اشارا کر دیتے ہیں۔ اور یہ طریقہ زیادہ آسان اور رائج الوقت ہے۔

شجرہ طریقت کے حوالے سے چند بنیادی باتوں کی وضاحت کے بعد اب ہم کتاب کی ترتیب کے حوالے سے چند ایک اُمور کی نشاندہی کرتے ہیں۔ ہم نے اپنی اِس چھوٹی سی کاوش کو چار ابواب میں تقسیم کیا ہے۔

بابِ اول زہد و تصوف کے حوالے سے چند بنیادی اُمور کا احاطہ کرتا ہے۔ اِس میں ہم نے زہد سے تصوف تک کے ارتقائی مرحلے کے اسباب و وجوہ کی نشاندھی کی ہے۔

بابِ دوم چار فصلوں پر مشتمل ہے اور اس میں شجرہِ قادریہ (عربی، اُردو)، شجرہ نقشبندیہ، اور شجرہ چشتیہ کا ذکر ہے۔

بابِ سوم دو فصلوں پر مشتمل ہے فصلِ اول اسباقِ سلسلہ قادریہ کے متعلق اور فصلِ دوم

ختمِ خواجگان نقشبندیہ پر مشتمل ہیں۔

بابِ چہارم تین فصلوں پر منقسم ہے۔اور اِن تینوں فصلوں میں مشائخِ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کے حالاتِ زندگی کو اختصار کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

عموماً شجرہ طریقت میں مشائخ اپنے "مرکزی سلسلہ" کے بزرگوں کے حالاتِ زندگی کا التزام کرتے ہیں۔جبکہ ہم نے افادہ عام کے لیے تینوں سلاسل کے مشائخ کے حالات کو ذکر کیا ہے۔اور دوسری وجہ یہ ہے کہ سُلطان المشائخ قبلہ باباجی قدس سرہ العزیز جامعُ المشارب تھے۔اور آپ نے فیضِ روحانی تینوں سلسلوں کے ذریعے عوام الناس کو منتقل فرمایا۔اور اِس ضمن میں یہ بات بھی پیشِ نظر رہے کہ ہم نے اُصولِ تحقیق کی طرز پر اِس کتاب میں موجود تمام حوالوں کو مصادرِ اصلیہ اور ثانویہ سے ثابت کیا ہے۔

اور آخر میں یہ عرض کرنا از حد ضروری ہے کہ اگر صاحبزادہ محمد احسن صاحب اور صاحبزادہ محمد اشرف صاحب کی شفقت، محبت، توجہ اور حوصلہ افزائی شاملِ حال نہ ہوتی تو شاید گناہوں میں لت پت ایک شخص اتنی بڑی روحانی شخصیت کے شجرۂ طریقت کو مرتب کرنے کی "جُرأت" نہ کرسکتا۔

عطاالمصطفیٰ

خادم آستانہ عالیہ

پپلاں شریف

بابِ اول

زہد و تصوف: ابتداء وارتقاء

رسول دو عالم ﷺ کے آسمانی پیغام میں جس نبوی شعور کی جھلک نظر آتی ہے۔ وہ قطعی واضح اور پُر اثر زاہدانہ اور صوفیانہ تجربات پر مشتمل تھا، اور قرآن پاک میں اس کے اشارے ملتے ہیں۔ اکثر مکاشفاتِ روحانی کا تعلق مکی زندگی سے ہے۔ کیونکہ مدنی عہد نبوت میں مذہبی اور اخلاقی احکام اور اصولوں کی ارتقائی صورت گری ہوئی اور سماجی و معاشرتی نظام کی بنیادیں استوار کی گئیں۔

رسول دو عالم ﷺ کی بارگاہِ تربیت میں صحابہ کرام نے اخلاق، اخلاص اور ادب کے زیرِ اثر جس زاہدانہ روایت کی بنیاد ڈالی، وہ آگے چل کر زہد و تصوف کی ابتداء و ارتقاء کا ذریعہ بنی۔ زہاد کے نزدیک تقویٰ یا خشیت الٰہی اخلاق کی پاسداری میں ہی مضمر ہے۔ صحابہ کرام کے بعد تابعین میں سب سے پہلے حضرت امام حسن بصری زہاد کی اس تحریک کے نمائندے کے طور پر اُبھر کر سامنے آئے۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیاء کے اکثر سلاسل کی ابتداء تابعین میں آپ سے ہی ہوتی ہے۔ پہلی دو صدیوں میں زھد کی جس تحریک نے اسلام کی عملی بنیادوں کو مضبوط کیا، آگے چل کر باقاعدہ اس زاہدانہ تحریک نے ایک انتہائی مقبول عوامی ادارے کی حیثیت اختیار کر لی تصوف کی ابتدائی تحریک میں قراء، زہاد اور بکاؤں شامل تھے۔ صوفی تنظیم کی ابتداء کا سراغ ان غیر رسمی مجلسوں میں ملتا ہے۔ جہاں مذہبی بحثیں یا روحانی ریاضتیں کی جاتی تھیں اور جنہیں ''حلقہ'' کہا جاتا تھا۔ کسی مذہبی وظیفے کا ذکر یا ورد، روحانی اسرار و رموز پر بحث، رسول دو عالم ﷺ صحابہ و تابعین کی زاہدانہ زندگی کے واقعات

کا بیان، ان مجالس کی امتیازی خصوصیات تھیں۔(۱)

جہاں تک تعلق ہے اسلامی تصوف کے ماخذ کا تو اس بارے میں بہت کچھ لکھا گیا۔ تصوف جو خالصتاً اپنی اصل کے اعتبار سے اسلامی تھا، کے متعلق طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ مسیحی، یہودی، بودھ اور زرتشتی روایات کو اسکی بنیاد قرار دیا گیا، حالانکہ اسلامی تصوف کی تحریک طریقت اور شریعت کو ہم آہنگ کرنا چاہتی تھی۔ اور تصوف پر "Criticism" کی بنیاد مستشرقین نے رکھی، مستشرقین لوگوں کو یہ باور کرانے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلامی تصوف یا طریقت مغرب کی سریت (Mysticism) یا جوگیوں کے دھیان گیان سے ہم آہنگ ہے۔ مشترقین کے اس نظریے سے بہت سے جدید تعلیم یافتہ مسلمان بھی متاثر ہیں لیکن اسلامی تعلیمات کی تاریخ سے شناسائی رکھنے والے اشخاص اس نظریے کو کبھی تسلیم نہیں کر سکتے۔

دراصل شریعت اور طریقت دونوں دینِ اسلام ہی کے دو حصے ہیں، ایک عظیم عالم دین اور صوفی کے قول کی رو سے دین اسلام کا وہ حصہ جو ان ظاہری اعمال سے متعلق ہے جنکو زبان اور ہاتھ پیر وغیرہ سے انجام دیا جاتا ہے وہ شریعت ہے اور اسکا باطنی حصہ جو دل سے متعلق ہے جیسے اخلاص، یقین، رحم یا حسد اور بغض وغیرہ سے دل کی پاکیزگی طریقت میں داخل ہے، طریقت، شریعت کی روح ہے اور طریقت سے شریعت کے اعمال کی تکمیل ہوتی ہے۔

بہر حال احصار کے پیشِ نظر اب ہم تصوف کے حوالے سے چند ایک ضروری پہلوؤں کی وضاحت کرتے ہیں۔(۲)

یہ حقیقت ہے کہ رسول دو عالم ﷺ نے بعد کے زمانوں میں آنے والے اخلاقی بگاڑ اور عمل میں زوال کی نشاندہی اور اسباب پہلے ہی بیان فرما دیئے تھے۔ اور ابتدائی تین قرون

کو درجۂ اعتبار دے کر بعد کے زمانوں کے لیے رہنمائی کی بنیاد قرار فرما دیا تھا۔ اس حوالے سے ہم رسول دو عالم ﷺ کے فرمان سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں۔ جو کہ جامع ترمذی میں ہے۔

نبی دو عالم ﷺ نے فرمایا:

خیر الناس قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یاتی من بعد ھم قوم یتسمنون ویحبون السمن یعطون الشھادہ قبل ان یسئالوھا وی روایۃ یخونون ولا یؤتمنون رواہ عمران بن حصین ــــ ترمذی ــــ "ابواب الفتن"

''اچھے لوگ میرے زمانہ کے ہیں۔ پھر وہ جوان کے بعد آئیں۔ پھر وہ جوان کے بعد میں آئیں۔ پھر ان کے بعد ایسی قوم آئے گی۔ جو ریا کار اور شہرت پرست ہو گی۔ بن مانگے گواہی دیں گے۔ امانت داری کے بجائے خیانت کریں گے''

یہ وہ زمانہ تھا جب تقویٰ اور اخلاص فی العمل کی بنیادیں کمزور کی جا رہی تھیں۔ لوگ ہوائے نفس میں مبتلا ہو رہے تھے۔ العقل ھی السّلطان کے نعروں سے خلافتِ بغداد کے گلی کوچے گونج رہے تھے۔ ہر جگہ بحث و مباحثہ کا بازار گرم تھا۔ نئے نئے فتنوں کا ظہور ہو رہا تھا۔ نئی نئی قومیں اسلام میں داخل ہو رہی تھیں۔ کہیں خارجیوں کا زور تھا۔ تو کہیں قدریوں اور جبریوں نے سر اٹھایا۔ ہر گروہ اس بات کا مدعی تھا کہ ان میں زھاد، عبادت گزار اور اھل اللہ موجود ہیں۔ ایسے ''تاریک دور'' میں ''اہلِ سنت'' کے اکابرین، آنیوالی نسلوں کو علم، عمل اور عقیدہ کی مضبوط بنیادیں فراہم کرنے کیلئے مختلف علوم و فنون کی تدوین میں مصروف تھے۔ آئمہ اربعہ فقہی کارنامے سرانجام دے رہے تھے۔ تو محدثین، تدوین حدیث کے ذریعے ذخیرہ حدیثِ رسول ﷺ کو آنیوالی نسلوں کے لیے محفوظ کر رہے تھے۔ ایسے

میں اہلسنت کے خواص اور مقبرین بارگاہِ خُدا نے نبی دو عالم ﷺ، صحابہ کرام اور تابعین کی پاکیزہ سیرتوں کو اختیار کیا۔ ایسے میں ضرورت اس امر کی تھی کہ زہد وتقویٰ کی جس تحریک کی ابتداء زمانۂ نبوت ﷺ سے ہوئی تھی، کو الگ پلیٹ فارم مہیا کرتے ہوئے اس کے اُصول و کلیات کو وضع کر کے آنے والے ادوار کے لیے ہمیشہ ہمیشہ رہنمائی اور ہدایت کا بہترین ذریعہ قرار دے دیا جائے۔ یہی وہ زمانہ تھا کہ جب "زهــــد" کے متبادل کے طور پر "تصوف" کا لفظ استعمال کیا گیا۔ چونکہ اس سے قبل لفظِ تصوف مستعمل نہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تصوف کے موضع پر لکھی جانے والی سب سے پہلی کتاب "کتاب الزھد" ہے۔ جو امام و عبداللہ بن مبارک نے لکھی یہ امام ابوحنیفہ کے شاگرد تھے۔ زمانۂ تابعین میں زہاد کے گروہ نے افعال باطنہ (عقیدہ) اور اعمال ظاہرہ (شریعت) کو یک جہتی عطا کرنے کے لیے عمل کی مضبوط بنیاد فراہم کرتے ہوئے "تصوف" کی بنیاد رکھی۔

اس لیے "تصوف" کوئی علیحدہ سے فرقہ یا جماعت نہ تھی۔ بلکہ صفائے قلب و باطن کر کے من کی اُجڑی بستیوں کو آباد کرنے والے ماہرین اہلسنت تھے۔ اہلِ تصوف نے تصفیہ قلب اور تزکیہ نفس کا درس دیا۔ من کی آبادی کا ذریعہ قرار دیا۔ دوسروں کے عیب دیکھنے کے بجائے نفس کی خرابیوں کو دور کرنے کا پیغام دیا۔ رسول دو عالم ﷺ نے فرمایا۔

طوبی لمن شغله عیبه عن عیوب الناس

"خوشخبری ہے اس شخص کیلئے جس کے عیب نے اس کو لوگوں کے عیوب سے غافل کر دیا"

تصوف کا لغوی و اصطلاحی پس منظر

تصوف کا لغوی اور اصطلاحی مفہوم کیا ہے۔؟ "صوفی" کا لفظ پہلی بار کب اور کس کیلئے استعمال ہوا۔؟ آیا کہ اس لفظ کا وجود دورِ صحابہ اور دورِ تابعین میں تھا؟

یہ وہ بنیادی سوالات ہیں جن پر اہلِ معرفت نے بڑی ضخیم اور مبسوط کتب لکھیں۔ اور

اس میں اہل اللہ کے اقوال کو جمع کیا۔ حقیقی بات ہوتی بھی وہی ہے۔ جو کسی فن کے ماہرین کیطرف سے کی جائے۔ اس لیے جن لوگوں نے اہلِ معرفت کا انکار کیا۔ انہیں چاہیے تھا کہ وہ ''مستشرقین'' کی کتب پر بھروسہ کرنے کی بجائے تصوف کی بنیادی کتب کی طرف مراجعت کرتے۔ تو یقیناً تصوف کے اسلامی ہونے کا انکار کرنے سے باز رہتے۔ بہر حال صاحب "تذكرة السلوك" کے مطابق لفظ ''صوفی'' سب سے پہلے مشہور تابعی (امام ابو ہاشم الصوفی کیلئے استعمال کیا گیا۔ امام ابو ہاشم الصوفی اس قدر زاہد اور پرہیز گار تھے۔ کہ ہمیشہ اُمراء سے دور رہے اور یادِ خُدا میں زندگی بسر کی۔

ایک مرتبہ ابو ہاشم صوفی اثنائے راہ کھڑے تھے کہ دیکھا کہ قاضی شریک خلیفہ وقت کے وزیر یحیی بن خالد برمکی کے گھر سے نکل رہا ہے تو آپ رو پڑے اور فرمایا۔ اعوذ باللہ من علم لاينفع اس علم سے خدا کی پناہ جو نفع نہ دے (اور اسے امرا کے قرب کا ذریعہ بنا لیا جائے) امیر المومنین فی الحدیث، امام سفیان الثوری ان کے متعلق فرماتے ہیں:

مازالت ارائی وانا لااشعر حتی جالست اباهاشم فاخذت منه ترك الرياء

''ایک عرصہ تک میں ریا کاری کرتا رہا اور مجھے اس کا احساس تک نہ ہوا حتی کہ جب میں نے ابو ہاشم کی مجلس کو اختیار کیا تو میں نے ان سے ''ریا کاری'' کو ترک کرنا سیکھا''۔۔۔ اس کے علاوہ بعض صوفیاء نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ کے ایک خط کا بھی ذکر ہے جو آپ نے گورنر مدینہ کو لکھا تھا۔ اس میں بھی صوفی کا لفظ ایک شعر میں استعمال کیا گیا۔۔۔ آپ نے فرمایا۔

قد کنت تشبه صوفیاله کتب

من الفرائض و آیات الفرقان

''تو اس صوفی سے مشابہ تھا جس کے پاس کتابیں ہوں اور جسمیں فرائض اور قرآن کی آیات لکھی ہوں''۔۔۔۔ان دوحوالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لفظِ صوفی کا زاہد کے متبادل کے طور پر رواج عجم کی پیداوار نہیں بلکہ زمانۂ تابعین میں ہی یہ لفظ رائج ہو چُکا تھا۔

حضرت داتا گنج بخش علی الھجویری رضی اللہ عنہ، ابوالحسن نوری کے حوالے سے تصوف کی درجہ ذیل تعریف کرتے ہیں۔

"التصوف ترك كل حظ نفس"

''تصوف لذاتِ نفسانی کوترک کرنے سے عبارت ہے''۔

حضرت داتا گنج بخش کے ہم عصر بزرگ امام ابوالقاسم القشیری فرماتے ہیں:

ليس يشهد لهذا الاسم من حيث اعربيه قياس ولااشتقاق ولا ظهر فيه انه كالقب اماقول من قال انه من الصوف وتصوف اذا لبس الصوف كما يقال تقمص اذا لبس القميص فذلك وجه

''عربی زبان کے لحاظ سے اس اسم کی شہادت نہ تو قیاس سے ملتی ہے اور نہ ہی اشتقاق سے ظاہر یہی ہے کہ یہ لقب ہے جو یہ کہے یہ لفظ صوف سے لیا گیا ہے اور تصوف کے معنی ہیں اس نے صوف پہنا جس طرح "تقمص" کہ اس نے قمیص پہنی تو ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے۔''(۳)

امام عبدالوھاب الشعرانی فرماتے ہیں ''ایک گروہ زہاد کے نزدیک صوفی کی حقیقت یہ ہے ھو عالم عمل بعلمه على وجه الاخلاص لاغير: صوفی ایسا عالم ہے جو اخلاص کے ساتھ اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور بس۔(۴)

"Mystics of Islam" میں نولڈیکی نے اس رائے کا اظہار کیا ہے کہ صوفی کا لفظ ان لوگوں کو دیا گیا جنہوں نے عیسائی راہبوں کی متابعت میں ترک دنیا کے بعد صوف

کا لباس استعمال کیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ مسلمان صوفیائے کرام نے عیسائی راہبوں کی کبھی متابعت نہیں کی اور نہ ہی راہبانہ زندگی بسر کی۔ نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کی زندگیاں نمونے کے طور پر صوفیائے عظام کے سامنے تھیں اور صوفی وہی ہوتا ہے جو سُنت رسول ﷺ سے بال برابر بھی دور نہ ہٹے اور اگر صوفیاء نے صوف کا لباس پہنا ہے تو وہ صرف اتباع رسول ﷺ اور پیروی صحابہ میں ہوتا ہے۔

جیسا کہ حضرت داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے "کشف المحجوب" میں ایک حدیث نقل کی ہے۔

کان النبی ﷺ یلبس الصوف

''نبی کریم ﷺ صوف کا لباس پہنا کرتے تھے۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

"علیکم یلبس الصوف تجدون حلاوۃ الایمان فی قلوبکم"

''تم صوف کا لباس اختیار کرو اپنے دلوں میں ایمان کی مٹھاس پاؤ گے۔''

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صوفیاء کرام نے صُوف کا لباس زیب تن کیا تھا تو صرف سُنت رسول ﷺ سمجھ کر نہ کہ عیسائی راہبوں کی متابعت میں۔

صوفیا کے عقائد:

صوفیاء کے عقائد بھی وہی ہیں جو اہلِ سنت کے ہیں۔صوفیاء کرام نے تزکیہ نفس اور تصفیہ قلب کیلئے شریعت کی پابندی کو لازمی قرار دیا۔ مستشرقین اور سیکولر مفکرین نے جن غلط عقائد اور فرسودہ خیالات کو صوفیاء کی طرف منسوب کیا، وہ ان سے بری ہیں۔ اس پر چند ایک نظائر ذیل میں دی جاتی ہیں۔

حضرت سھل تُستری فرماتے ہیں۔

اصولنا سبعة اشياء التمسك بالكتاب ولاقتدا بسنته رسول الله ﷺ واكل الحلال وكف الاذى واجتناب المعاصى والتوبة واداء الحقوق

ہمارے سات اصول ہیں:

(1) کتاب اللہ کو مضبوط پکڑنا۔

(2) رسول اللہ ﷺ کی سنت کی پیروی کرنا۔

(3) حلال کی روزی کھانا۔

(4) کسی کو دکھ نہ دینا۔

(5) گناہوں سے پرہیز کرنا۔

(6) توبہ کرنا۔

(7) لوگوں کے حقوق ادا کرنا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"لو نظرتم الى رجل اعطى من الكرامات الى ان يرتفع فى الهوافلا تغتروا به حتى تنظروا كيف تجدونه عند الامروالنهى وحفظ الحدود وادألشريعه"

"اگر تم کسی ایسے شخص کو دیکھوں کہ اسے یہ کرامت دی گئی ہے کہ وہ ہوا میں پرواز کرتا ہے تو خبردار اس کے دھوکے میں مت آنا۔ یہاں تک کہ تم دیکھو کہ حدود اللہ، امر و نہی اور شریعت کی ادائیگی کے ساتھ اُس کا معاملہ کیسا ہے۔"

شیخ ابوالحسن نوری فرماتے ہیں۔

"ليس التصوف رسوما ولا علو ماولكنه اخلاق"

''تصوف، رسوم اور علوم کا نام نہیں ہے بلکہ اخلاق کا نام ہے۔''

مقامات سلوک:

تصوف میں آٹھ مقامات ایسے ہیں جنہیں مقامات سلوک کہا جاتا ہے۔اور یہ تمام مقامات قرآن وسنت سے ماخوذ اور رسول دو جہان ﷺ کی حیات طیبہ اور صحابہ کرام کی عملی زندگی کی عکاسی کرتے ہیں۔اور یہ مقامات سلوک درجہ ذیل ہیں۔

(1) توبہ	(2) ورع	(3) زھد	(4) فقر
(5) صبر	(6) توکل	(7) ایثار	(8) رضا

حضرت علی بن عثمان الھجویری المعروف داتا گنج بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی تصنیف کشف المحجوب میں لکھتے ہیں:

''منکران طریقت سے پوچھو کہ انکار تصوف سے انکی مراد کیا ہے؟ اگر صرف اسم (تصوف کے نام) سے انکار ہے تو خیر۔اور اگر معنی سے انکار ہے تو اس کا مطلب مکمل شریعت پیغمبر ﷺ اور تمام اخلاق حسنہ کا انکار ہے''۔

خانقاہ کی تعمیر:

صوفیائے کرام نے جب یہ دیکھا کہ بدعات سے تمام مسلمان محفوظ نہیں ہیں تو انہوں نے روحانی تربیت گاہوں کو منظّم شکل دی، جسے بعد میں خانقاہوں کے نام سے یاد کیا جانے لگا ایسی سب سے پہلی خانقاہ حضرت ابو ہاشم الصوفی نے ملک شام کے مقام رملہ میں تعمیر فرمائی۔

خانقاہ فارسی زبان کا لفظ ہے اور یہ گھر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، اس کے علاوہ درگاہ، جماعت خانہ اور انگلش میں Monastery کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ان خانقاہوں میں جہاں صوفیائے کرام روحانی تربیت فرمایا کرتے وہیں یہ خانقاہیں

فلاحی ادارے کا کام بھی کرتیں، زائرین کیلئے لنگر، رہائش اور لباس کی فراہمی جیسی خصوصیات ہر خانقاہ کا لازمی حصہ سمجھا جاتا ہے۔

برصغیر پاک وہند میں صوفیائے چشت کے خانقاہی نظام نے بہت شہرت پائی۔

سلاسلِ صوفیاء:

صوفیاء نے پہلے سے ''مدون شدہ تصوف'' میں جہاں ایک طرف تصوف کی اصلاحات میں ترمیم کی وہاں دوسری طرف اس پیغام کو لوگوں کے دِلوں تک پہنچانے کیلئے، اصلاح احوال اور لوگوں کی طبائع مختلفہ کے موافق بنانے کے لئے مختلف طُرق اور سلاسل کا اجراء کیا تاکہ پھر سے لوگ عمل صالح اور تقوی و طہارت کے ''چراغوں'' سے دل کی تاریک کو ٹھریوں میں اُجالا کریں۔۔۔۔ پھر سے خزاؤں میں بہار آئے۔۔۔۔ پھر سے دل کی اجڑی بستیوں کو محبت و آگہی سے بسایا جائے۔۔۔۔ ابتداء تصوف کے چند ایک سلاسل وجود میں آئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اور ارتقائی عمل کے نتیجے میں ان سلاسل کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور پھر چھوٹے چھوٹے سلاسل کے باہم ضم ہونے سے چند بڑے سلاسل ہی رہ گئے۔ بعض بڑے سلاسل طریقت میں ذیلی سطح پر بھی سلسلے وجود میں آئے۔ تمام سلاسل طریقت کا مقصود اللہ رب العزت کی رضا کا حصول ہر سلسلہ اپنے اپنے طریقے سے رضائے الٰہی کے حصول کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کا واحد وسیلہ اور ذریعہ اطاعتِ رسول ﷺ ہے۔ اس لیے اولیا کاملین ہر لمحہ ہر آن رسول دو عالم ﷺ کی ذات کا تصور برقرار رکھتے ہیں۔ اس راہِ محبت کے مسافر اولیاء صلحاء جب اپنے قلوب پر محبت و ادب مصطفیٰ ﷺ کی کسی جہت کا انعکاس دیکھتے ہیں۔ تو اس لمحے ایک تعلق قائم ہو جاتا ہے اور اصطلاح تصوف میں اس خاص ربط اور تعلق کو ''نسبت'' کہتے ہیں ہر سلسلہ اپنے اپنے طریقے سے اس کامل نسبت کو حاصل کرتا ہے۔ اور اسی اعتبار سے سلاسل میں قدرے

اختلاف ہے۔(۵)

چند مشہور سلاسلِ طریقت درجہ ذیل ہیں۔

☆سلسلہ قادریہ ☆سلسلہ چشتیہ

☆سلسلہ نقشبندیہ ☆سلسلہ سہروردیہ

☆سلسلہ شاذلیہ ☆سلسلہ رفاعیہ

☆سلسلہ جنیدیہ ☆سلسلہ مولویہ

☆سلسلہ کبرویہ ☆سلسلہ طیفوریہ

☆سلسلہ شطاریہ ☆سلسلہ بدویہ

اس سلسلے میں ایک خاص امر کی جانب اشارہ کرنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ سلاسل تصوف خواہ کسی مُلک یا علاقے میں قائم ہوئے ہوں، سب متحد الاصل ہیں اور سب کا مقصود ذاتِ حق سُبحانہ، تعالیٰ اور اس کی رضا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام سلاسل سے نسبت رکھنے والے بزرگ ایک دوسرے کی تصدیق کرتے ہیں اور ان کی بلندیٔ درجات اور تعلیمات کے حق ہونے کے معترف ہیں۔ ان میں حنفی، حنبلی، شافعی اور مالکی فِقہ کے پَیرو ہیں۔ لیکن اختلاف مسلک کے باوصف ایک دوسرے سے استفادہ حاصل کرتے ہیں اور استفادہ کی تمنا کرتے ہیں۔ بعینہٖ یہی اُصول قرانِ حکیم نے انبیاء علیہم السلام کے بارے میں واضح طور پر بیان کیا ہے کہ ہر نبی اور رسُول نے تمام انبیاء اور رُسل کی تصدیق کی۔ وہ ایک دوسرے کے مصدق تھے یہ اس لیے کہ ان کی ہدایت کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی وحی تھی اور یہاں بھی ہدایت کی راہ ایک تھی یعنی رسولِ اکرم ﷺ کی اتباع اسی ایک سرچشمۂ ہدایت سے سب نے فیض باطنی اکتساب کیا اور اسی کو اُمت تک پہنچایا۔ یہ کوئی راز یا سِر نہیں ہے کہ تمام بانیانِ سلسلہ نے ذکر کو جلائے قلب اور صفائے روح کی بنیاد قرار دیا۔ بارگاہِ الٰہی میں

باریاب ہونے کی ایک شرط ہے قلبِ سلیم، اور قلبِ سلیم کا حصول ذکر سے ہوتا ہے، جس کی تاکید اللہ تعالیٰ کے کلام میں بھی ہے اور یہی صوفیائے کرام کے سینوں کا امتیاز بھی ہے۔ جو حضرات تصوف واحسان کو ایک قسم کی سریت قیاس کرتے ہیں وہ تاریکی میں ہیں۔

حواشی بابِ اول

1- دیکھیے: المعارف، ص:19-15

2- دیکھیئے: فکرو نظر، ص:19

3- دیکھیئے: فکرونظر، ص:66-63

4- تنبیہ المغترین، ص:34

5- تصوف اور سِرّیت، ص:158

باب دوم

شجره شریف

فصل اول

شجره قادریه ،مظهریه بزبان عربی

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی السُّلْطَانِ مِنْ اَزَلٍ   اَلْمُدُ تَجْی عِنْدَ حُوْمِ الْحَادِثِ الْجَلَلِ

مُهَیْمِنٌ مَّا لَهٗ فِی الْخَلْقِ مِنْ شِبْهِهٖ   مُقَدِّرٌ مَّا لَهٗ فِی الْاَرْضِ مِنْ مَثَلٍ

فَقُلْ هُوَ اللّٰه فَرْدٌ وَّاحِدٌ صَمَدٌ   وَلَا یَزَالُ وَلَا یَفْنٰی وَلَمْ یَزَلٖ

وَفِیْهِ ضَلَّتْ عُلُوْمِی لَمْ تُصِبْ وَطَرًا   اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ مِنْ عِلْمٰی وَمِنْ عَمَلٖ

خَیْرُ الصَّلٰوةِ الَّتِی مِنْ سَبَبِ عَارِضِهَا   رَاقَتْ بِغَیْرِ ضِیَاءٍ دَوْحَةِ الْاَمَلٖ

عَلَی النَّبِیِّ اَمِیْنِ اللّٰهِ بَدْرِ الدُّجٰی   خَیْرِ الْخَلَائِقِ مِنْ حَافٍ وَّمِنْ مُتَنَعِّلٖ

مُحَمَّدٌ اَشْرَفُ الْاَشْرَافِ مَنْقَبَةً   فَهُوَ الَّذِیْ قَدْ بَدَانَا اَوْضَحَ السُّبُلٖ

قَدْ بَیَّنَّا اَشْرَفَ الْاَدْیَانِ   اِذْ قَامَ اَحْمَدُ فِیْنَا اَشْرَفُ الرُّسُلٖ

عَنِ النَّبِیِّ عُلُوْمُ الدِّیْنِ حَدَّثَنَا   مَوْلَی الْاَنَامِ اَمِیْرُ الْمُوْمِنِیْنَ عَلِیْ

وَبَعْدَ مَنْ بَاهَتِ الْحُسْنٰی بِهٖ حَسَنٌ   حَبِیْبُنَا بَعْدَهٗ اَمْرُ الْعِبَادِ وَلِیْ

وَبَعْدَهٗ دَاؤُدُ اَلْقَی الذِّکْرَ فِی عَلَنٍ   لِاَهْلِهٖ فِیْ اَدِیْمِ السُّهَیْلِ وَالْحَبَلٖ

اَدّٰی وَصِیَّةَ الْمَعْرُوْفِ سَیِّدُنَا   بِلَافُتُوْرٍ وَّلَا مَهْلٍ وَّلَا فَشَلٖ

وَبَعْدَهٗ قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ مُرْشِدُنَا   وَفَضْلُهٗ عِنْدَ اَرْبَابِ الْکَمَالِ جَلِیْ

رَوٰی جُنَیْدٌ اُصُوْلَ الذِّکْرِ عَنْهُ وَقَدْ   نَالَ الْعَلَامِنْهُ شِبْلِیْ شَیْخُ کُلِّ وَلِیْ

وَمِنْهُ فَاضَتْ شَابِیْبُ الْعُلُوْمِ اِلٰی   عَلَّامَةِ الْعَصْرِ عِبْدِ الْوَاحِدِ التَّبْطَلِ

رَوٰی اَبُو الْفَرَحِ السَّامِیْ عُلُوْمَ هُدٰی   عَنْ ذٰلِکَ الشَّیْخِ فَخْرُ الدِّیْنِ وَالْمِلَلِ

اَتٰی اَبُو الْحَسَنِ الْوَافِیْ وَبَعْدَهُدٰی   اَبُوْ سَعِیْدٍ مَّنِیْعُ الْقَوْلِ وَالْعَمَلِ

فَعَبْدُ قَادِرِ الْجِيْلِيُّ إِمَامُ هُدًى   شَيْخُ الْخَلَائِقِ مِنْ عَالٍ وَّمِنْ سَفَلِ

شَهْدُوْلَ عَنْهُ رَوٰى ذِكْرَ الْإِلٰهِ كَمَا   مُنَوَّرٌ عَنْهُ رَاوٍ غَيْرِ ذِى خَطَلِ

شَهْ عَالَمْ ثُمَّ أَحْمَدُ ثُمَّ مُرْشِدُنَا   جُنَيْدُ نَا مِنْهُ ذِكْرُ الْمُسْتَعَانِ تَلِى

صَدِيْقُنَا بَعْدَهٗ شَيْخٌ وَمِنْ عَقْبِهٖ   مُحَمَّدٌ فَضْلُه السَّامِى تَبَيَّنَ لِى

وَبَعْدَهٗ فِىْ شُعَيْبٍ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ   جَزَاهُ رَبِّى جَزَاءَ الْخَيْرِ فِى الْعَمَلِ

عَبْدُ الْغَفُوْرِ إِمَامُ الْحَقِّ مُرْشِدُنَا   شَادَ الْأُصُوْلَ وَلَمْ يَمْهَلْ وَلَمْ يَمِلِ

قُطْبٌ وَّغَوْثٌ فَلَا يُحْصٰى فَضَائِلُهٗ   لَقُرْبُ إِلَيْهِ كَبُوْدُ الْأَيْنُقِ الذُّلَلِ

فَهٰذَا الَّذِىْ بَاهَتِ الدُّنْيَا بِعِزَّتِهٖ   هٰذَا هُوَ الْآخِرُ السَّامِىْ عَلَى الْأَوَّلِ

مَفْطُوْرَةٌ فِيْهِ أَخْلَاقُ الْكِرَامِ فَلَا   يُحْتَاجُ فِيْهَا إِلَى التَّهْذِيْبِ فِى الْعَمَلِ

فِى الْخُلْقِ وَالْكَسْبِ بُوْنٌ إِذْ أَتٰى مَثَلٌ   لَيْسَ التَّكَحُّلُ فِى الْعَيْنَيْنِ كَالْكُحُلِ

شَيْخِىْ وَحِرْزِىْ وَمَوْلَاىَ وَمُسْتَنَدِىْ   وَسَيِّدِىْ وَمَلَاذُ الْخَلْقِ فِى الْجَلَلِ

صَاحِبُ الْمَانِكِى الْمَرْحُوْمُ إِمَامُ الْحَقِّ مُرْشِدُنَا شَادَ الْأُصُوْلَ وَلَمْ يَمْهَلْ وَلَمْ يَمِلِ

ثُمَّ اسْتَفَاضَ مِنْ صَاحِبِ الْمَانِكِى قِبْلَتُنَا   الَّذِىْ فَاقَ فِى الْأَقْرَانِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ

إِسْمُهٗ إِسْمٌ مُّبَارَكٌ مُحَمَّدٌ جِى   رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِ مِدْرَارًا بِلَا مَلَلِ

مَرْقَدُهٗ مَرْجِعُ الْخَلَائِقِ فِى الدُّنْيَا   اَلْخَلَائِقِ مِنْ وَّعْرٍ وَمِنْ سَهْلِ

اَلْآنَ زَيَّنَ مَسْنَدَهُمُ الْخَلَفُ الرَّشِيْدُ لَهُمْ   قَدْ أَبْهٰى بِذَاتِهٖ مَسْنَدُ الرُّشْدِ وَالْحِكَمِ

إِسْمُهٗ إِسْمٌ صَوَاحِبُ الصَّوَاتِ وَإِنَّمَا   بِمِثْلِهٖ فِى الزُّهْدِ وَالتَّقْوٰى وَالْعِلْمِ وَالْحِلْمِ

مِنْ حُسْنِ أَخْلَاقِهٖ أَرْضَا الْقُلُوْبَ وَإِنَّمَا   يَرْضَى الْقُلُوْبُ بِالْأَعْطَاءِ وَالْكَرَمِ

اَلْجُوْدُ وَالْإِحْسَانُ وَالْبَصَرُ وَالتَّقْوٰى   مِنْ حُسْنِ أَخْلَاقِهٖ وَمِنْ أَحْسَنِ الشِّيَمِ

مَضَتِ الدُّهُوْرُ وَمَا أَتٰى بِمِثْلِهٖ   فِى الزُّهْدِ وَالتَّقْوٰى وَالْوَرْءِ وَالْفَضْلِ وَالْكَرَمِ

كُلُّنَا مِنْ أَفْضَالِهٖ مُلْتَمِسٌ   غُرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ أَوْ رَشْفًا مِّنَ الْأَيْمِ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا   عَلَيْهِ وَأَسْلَافِهٖ وَالنَّاسِ كُلِّهِمْ

وَبَابَاجِىْ ذُوْكَرَمٍ وَالْخَلْقُ سَائِلُهٗ   وَمَظْهَرُ الْقَيُّوْمِ مِثْلُ الشَّيْخِ فِى الْكَرَمِ

وَاَنَّنِی لَمْ اَرَ مِثْلُهُ لَمْ اَرَ مِثْلَه فِیْ دَهْرِهٖ فِی الصُّوْرَةِ وَالسِّیْرَةِ وَالْعِلْمِ وَالْحِکَمِ

وَرَاحَةً "لِقَلْبِهٖ فَاَحْسَن" "وَاَشْرَف" رَبِّ اجْعَلْهُمَا کَخَاتِمِ الْاَصَمِ

یَامُرْشِدِیْ اَنْتَ مُعْطِیْ اَنَا سَائِلُكَ لَا اَسْئَلُ شَیْاءً اِلَّا نَظَرَ الْکَرَمِ

ترجمہ:

☆ تمام خوبیاں اللہ کے لئے ہیں جو ازل سے غلبہ واقتدار، والا ہے۔
جس کی بارگاہ میں سر جھکا دینے والے پیش آمدہ واقعات کے وقت پناہ لی جاتی ہے۔

☆ تمام تخلیقی مراحل میں قدرت رکھنے والا محافظ اور نگران ہے۔
زمینی حقائق سے متعلق تدبیر فرمانے والا ہے۔

☆ پس کہہ تو وہ اللہ تنہا، ایک (اور) بے نیاز ذات ہے۔
اور وہ نہ زائل اور نہ فنا ہونے والی ذات ہے اور جیسا کہ اب تک وہ زائل نہ ہوا۔

☆ اسی کی معرفت میں میرے علوم کھو چکے ہیں پھر بھی حق کی صحیح معرفت تک نہ پہنچ سکے۔
اپنے ایسے علم وعمل سے اللہ سے بخشش طلب کرتا ہوں۔

☆ جو بہترین درود کی برسات ہو اپنے عارضے کے سبب۔
بغیر ضیاع کے اور خوشگوار امید کے ساتھ۔

☆ نبی ﷺ پر جو کہ اللہ کے امین اور تاریکی میں چمکنے والے چاند ہوں۔
جملہ مخلوق میں سے بہترین ہیں خواہ وہ ننگے پاؤں یا نعل میں چلنے والے ہیں۔

☆ محمد ﷺ پر منفعت کے لحاظ سے بزرگ تر ہیں۔
پس یہ وہ ہستی ہیں جنہوں نے ہمیں واضح ترین راستہ کی طرف ہدایت عطا فرمائی ہے۔

☆ تحقیق ہمیں بہترین دین (اسلام) سے آگاہ فرمایا
جبکہ ہمارے درمیان احمد (نام نامی اسم گرامی) سب رسولوں سے زیادہ فضیلت والے قائم ہیں۔

☆ نبی کریم ﷺ سے دینی علوم کو ہمارے سامنے بیان کیا۔

مخلوق کے مولا امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے
فتح مندی اور خدا کی عنایت کو فخر ہے۔

☆ اور اُن کے بعد حضرت حسن بصری ہیں جن پر نیکی،
جن کو بندوں کی حکومت سونپی گئی۔
اُن کے بعد ہمارے حبیب عجمی ہیں۔

☆ اور آپ کے بعد داوٗد نے اپنے اہل کے لئے ذکر کا القاء کیا
احکاماتِ شرعیہ کی روشنی میں پابندی میں

☆ ہمارے سردار نے نیکی کی وصیت فرمائی۔
بغیر کسی وقفے، تاخیر اور بزدلی کے

☆ اور اس کے بعد ہمارے مرشد عبداللہ (علم وعمل میں) کمر بستہ ہوئے۔
اور آپ کی فضیلت اصحاب کمال کے ہاں واضح اور نمایاں ہے۔

☆ اُن سے حضرت جنید نے ذکر کے قواعد کو روایت کیا ہے۔
اور اُن سے حضرت شبلی نے جو ہر ولی کے شیخ ہیں، بلندی کو حاصل کیا ہے۔

☆ اور اُن سے بارانِ علوم کا فیض برسا
عالم وقت حضرت عبدالواحد پر جو کہ بہادر اور مجاہد ہیں۔

☆ روایت کیا حضرت ابوالفرح السامی نے علومِ ہدایت کو
حضرت شیخ فخرالدین سے (اسی طرح) قواعدِ شریعت کو روایت فرمایا۔

☆ اُن کے بعد ابوالحسن وافی تشریف لائے اور ان کے بعد
حضرت ابو سعید جو کہ قول وعمل میں مضبوط ہیں مرجعٔ ہدایت بن کر آئے

☆ اُن کے بعد حضرت عبدالقادر جیلانی تشریف لائے جو کہ ہدایت کے امام
مخلوق میں سے پست مرتبہ اور بلند مرتبہ سب کے شیخ ہیں۔

☆ حضرت شہدول کہ ان سے روایت کیا کہ اللہ کے ذکر کو جیسا کہ
ان سے منور ہیں لایعنی اور فضول چیزوں کے علاوہ روایت کرنے والے۔

☆ حضرت شاہ عالم، پھر حضرت احمد، پھر ہمارے مرشد

جو کہ وقت کے ہمارے جنید ہیں ان سے اللہ کے ذکر کو روایت کیا ہے۔

☆ ہمارے صدیق نے ان کے بعد شیخ نے اور ان کے بعد

محمد نے جن کی فضیلت نمایاں ہے، واضح کیا میرے لیے

☆ اور اُن کے بعد حضرت شعیب نے جن کا اسوۂ حسنہ مسلم ہے

میرا رب ان کو عمل میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

☆ حضرت عبد الغفور، حق کے امام جو ہمارے مرشد ہیں۔

اصولِ ذکر کو شاندار بنایا نہ اس میں سستی کیا اور نہ ہی جلد بازی

☆ زمانہ کے قطب اور غوث ہیں، پس آپ کے فضائل بے شمار ہیں

لوگ اُن کی بارگاہ میں خوشگواری اور تابعداری کے ساتھ حاضر ہوئے ہیں۔

☆ یہ وہ عظیم ہیں جن کی عزت کا چرچا دنیا بھر میں پھیل گیا۔

جو بعد میں آنے کے باوجود پہلوؤں پر فوقیت رکھتے ہیں

☆ فطری طور پر آپ عمدہ اخلاق کے مالک ہیں

اخلاق کے اعتبار سے عملاً آپ کانٹ چھانٹ کے محتاج نہیں

☆ عمل و اخلاق میں ایک ستون ہیں جیسا کہ مثال ہے

اُن کی سرمگیں آنکھیں مست کرنے والی تھیں

☆ میرے شیخ اور میری جائے پناہ اور میرے آقا اور میرا بھروسہ ہیں۔

اور میرے سردار اور مخلوق میں سے چھوٹوں اور بڑوں کے لئے جائے پناہ اور میرے آقا اور

میرا بھروسہ ہیں۔

☆ حضرت مانکی مرحوم کے جانشین، حق کے امام ہمارے مرشد۔

اصولِ ذکر کو شاندار بنایا، نہ ہی سستی اور نہ جلد بازی سے کام لیا

☆ پھر صاحب مانکی سے ہمارے قبلہ حضرت نے فیض حاصل کیا۔
جو اپنے ہم عصر لوگوں میں علم وعمل کے اعتبار سے بلند ہیں

☆ جن کا نام نامی اسم گرامی محمد جی ہے
اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو آپ پر مسلسل بغیر کسی انقطاع اور اکتاہٹ کے۔

☆ آپ کی مرقد مبارک مقام دریا میں مرجعِ خلائق ہے۔
کٹھن اور آسان راستوں کو عبور کر کے مخلوق آپ کے دربار پر حاضر ہیں۔

☆ اب آپ کی مسند کو آپ کے خلف الرشید نے مزین وآراستہ کیا ہے۔
تحقیق رشد وہدایت کے باعث آپ کی مسند اب بہت شاندار اور پر رونق ہے۔

☆ اور بے شک آپ کا اسم گرامی ''صواحب الصوات'' ہے
مثالی ہونے کے سبب زہد، تقویٰ اور علم وحلم میں۔

☆ آپ کے حسنِ اخلاق کے سبب دل سب سے زیادہ رضامند ہوتے ہیں۔
اور بے شک دل آپ کی عطا اور جود وکرم سے راضی ہو جاتے ہیں۔

☆ جود، احسان، نگاہِ التفات اور پرہیزگاری۔
آپ کے اچھے اخلاق اور عمدہ عادات کا حصہ ہیں۔

☆ کئی زمانے گزر گئے مگر آپ کی مثل نہ آیا۔
زہد وتقویٰ، پرہیزگاری اور فضل وکرم میں۔

☆ ہم میں سے سب آپ کے فضل کے طلبگار ہیں۔
دریا سے ایک قطرہ کے یا صحرا میں سے ایک ذرے کی۔

☆ اے اللہ! برکت اور سلامتی فرما ہمیشہ ہمیشہ۔
آپ پر اور آپ کے اسلاف پر اور تمام لوگوں پر۔

☆ اور بابا جی کرم والے اور مخلوق آپ کی سوالی ہے۔

اور حضرت مظہر قیوم بزرگی میں ایک مثالی شیخ ہیں۔

☆ زمانہ بھر میں آپ کی مثل میں نے کسی کو نہیں دیکھا۔
صورت، سیرت اور علم و حکمت کے اعتبار سے۔

☆ آپ کی دلی راحت احسن صاحب اور اشرف صاحب ہیں۔
اے میرے رب! ان دونوں کو بنا مانند حاتم اصم کے۔

☆ اے میرے مرشد تم عطا کرنے والے ہو اور میں آپ کا سائل ہوں۔
میں صرف اور صرف آپ کی نظر کرم کی بھیک مانگتا ہوں۔

نوٹ: عربی زبان میں شجرہ قادریہ حضرت شیخ عبدالحق القادری قدس سرہ العزیز آستانہ عالیہ مانکی شریف نے تحریر فرمایا۔ حضرت قبلہ باباجی قدس سرہ العزیز اور باباجی دریوی رحمتہ اللہ علیہ کے سلسلہ قادریہ کو متصل کرتے ہوئے اشاعت کے لیے ہم نے آستانہ عالیہ مانکی شریف رابطہ کیا۔ صاحب زادہ ڈاکٹر محمد اسد کی وساطت سے آستانہ عالیہ کے سجادہ نشین حضرت پیر روح الامین قادری کی بارگاہ سے اجازت عطا ہوئی۔ جس کے بعد اِس شجرہ شریف کو ہم نے اپنی کتاب کا حصہ بنایا۔ چونکہ اُردو ترجمہ علامہ لیاقت علی قادری پہلے ہی کر چکے تھے۔ لہٰذا ہم نے من وعن اُن کے ترجمہ کو نقل کیا اور جہاں اشعار محذوف تھے اُن کو شامل ترجمہ کیا۔

فصلِ دوم

شجرہ قادریہ

اُردو

اے خدائے دو جہاں اپنی عطاء کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے واسطے
ہے میری یہ التجاء تجھ سے الہ العالمین
مشکلیں حل ہوں علی المرتضیٰ کے واسطے
حضرتِ خواجہ حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
حبیبِ عجمی شیخ پیرِ ہدیٰ کے واسطے
رحم فرما حضرتِ داؤد طائی کے طفیل
حضرتِ معروف کرخی پیشوا کو واسطے
حضرتِ عبداللہ سری سقطی کی خاطر شاد کر
نورِ بغدادی جنید رہنما کے واسطے
دُور کر رنج و الم بو بکر شبلی کے طفیل
شیخ عبدالواحد تمیمی اہلِ بقاء کے واسطے
حوضِ کوثر دے مجھے اورقُربِ ختم المرسلین
بوالفرح طرطوس معینِ اَصفیا کے واسطے
حضرتِ خواجہ ابوالحسن کی نگاہ فیض سے

کر منّور دل میرا نو الھدیٰ کے واسطے
بُو سعید الشیخ مخزومی مبارک کے طفیل
بخش دے میرے گناہ اپنی سخا کے واسطے
حادثات ِعصرِ حاضر سے ہمیں محفوظ رکھ
شیخ عبدالقادر غوث الوریٰ کے واسطے
فضل کر ہم پر طفیل شاہ دولہ باکمال
شیخ شاہ مُنّور مقبول ِخدا کے واسطے
شاہ عالم دہلوی کے علم و عرفان کے طفیل
علم و حکمت کر عطاء علم الھدیٰ کے واسطے
شیخ احمد شاہ ملتانی دو جہاں کے دستگیر
شیخ جنید پشاوری کمالِ اصفیا کے واسطے
صدق سے لبریز کر تو میرا قلبِ نا تواں
حضرت صدیق صاحب با حیاء کے واسطے
حضرت حافظ محمد عمر زئی بحرِ علوم
دے علومِ معرفت اس پُر ضیاء کے واسطے
بخش دے اپنی محبت یا الہ العالمین
شیخ محمد شعیب کمال ِاولیاء کے واسطے
حضرت عبدالغفور از وادئی سیدو شریف
کامل و اکمل مجاہدِ بے ریاکے واسطے
حضر ت عبدالوہاب ازمانکی کا معتقد

بہر ور کر تو ہمیں اس پارسا کے واسطے
قلب کی بیماریوں سے تو ہمیں محفوظ رکھ
حضرت خواجہ محمد جی کی زُہدو تِقاء کے واسطے
صدقہ دُریائے رحمت حضرتِ عبدالغفور
جھولیاں بھر دے ہماری پارسا کے واسطے
حضرتِ مظہر بھی تیری یاد میں زندہ رہے
اُن کا رتبہ بھی بڑھا اپنی عطا کے واسطے

☆☆☆

فصلِ سوم

شجرہ نقشبندیہ

اُردو

اے خدائے دو جہاں اپنی عطا کے واسطے
رحم کر مجھ پر محمد مصطفےٰ کے واسطے

عاصی خاطی ہوں یارب بخش میرے سب گناہ
حضرتِ صدیق اکبر مجتبےٰ کے واسطے

نورِ وحدت سے مِرے دِل کو منوّر کرالہٰ
حضرت ِ سَلمان پارس کیمیا کے واسطے

ہو زباں پر ذکر ہردم اور دِل میں ہو حضور
حضرتِ قاسم امامِ اولیا کے واسطے

جِس طرف دیکھوں ، نظر آئے مُجھے تیرا ہی نُور
جعفرِ صادِق اِمام دوسرا کے واسطے

اُلفت ِ دنیا نکل جائے مِرے دل سے تمام
بایزیدِ نامور شمس الضحیٰ کے واسطے

آتشِ عشقِ نبی میں جان و تن میرا جَلا
بُو الحسن خرقانی بدرُ الدّجیٰ کے واسطے

نفسِ شیطان کے فریبوں سے مُجھے لیجو بچا
بُو علی فارمدی نُورِ ھُدے ' کے واسطے

زنگِ عصیاں سے مِرے سینے کو یارب صاف کر
بُو یوسفِ ہمدانی اہلِ صفا کے واسطے
غرق ہُوں بحرِ گناہ میں، اے مرے مولیٰ بچا
عبدِ خالق غُجدوانی رہنما کے واسطے
قولِ ثابت پر مجھے ثابت قدم رکھ اے خدا
خواجۂ عارف ولی، بحرِ سخا کے واسطے
خوابِ غفلت میں پڑا ہوں روز و شب مجھ کو جگا
خواجۂ محمود کامل بے ریا کے واسطے
پردۂ دُوئی مِرے دل سے سراسر دُور ہو
شاہ علی رامیتنی کانِ حیا کے واسطے
تشنۂ دیدار ہُوں یارب دکھا نُورِ جمال
حضرتِ بابا سماسی بادشاہ کے واسطے
راہِ سنت پر مجھے چلنے کی طاقت عطا کر
حضرتِ میرِ کُلال باوفا کے واسطے
نورِ وحدت سرِ عرفاں کردے مُجھ پر آشکار
نقشبندِ بادشاہ پیرِ ہدیٰ کے واسطے
تیرے ذکر و فکر سے خالی نہ گُزرے ایک دم
شاہ عِلاؤالدین شیخ اتقیا کے واسطے
ایسی الفت دے کوئی دم میں نہ ہوں تُجھ سے جُدا
خواجہ یعقوب چرخی پُرضیا کے واسطے

صِدقِ نیت اور اِرادت بخش مجھ کو اے خُدا
خواجۂ اَحرار تاجِ اصفیا کے واسطے
مُشکلیں آسان ہو دنیا و عقبیٰ میں تمام
خواجہ زاہد محمد، باخدا کے واسطے
ظاہری اور باطنی بیماریاں سب دُور ہوں
شیخ دُرویشِ محمد باصفا کے واسطے
نیک بندوں کی خدایا ہو مجھے صحبت نصیب
خواجۂ امکنگی طالب رضا کے واسطے
اپنے ذوق و شوق میں یارب مجھے کردے فنا
شیخ باقی باالله اُس شیخ الوریٰ کے واسطے
دم بدم بڑھتا رہے دِل میں مِرے شوقِ لِقا
شیخ سرہندی حبیبِ کبریا کے واسطے
کھول دے دل پر مِرے رازِ طریقت اے خُدا
خواجہ معصوم شاہِ اصفیا کے واسطے
بخش توفیقِ عبادت اور بدی سے لے بچا
شیخ سیف الدین پیر اِولیا کے واسطے
مرتے دم یارب مرا ایمان پر ہو خاتمہ
حضرتِ محسن امامِ اسخیا کے واسطے
دُشمنانِ دین ودنیا سے مجھے محفوظ رکھ
خواجۂ نورِ محمد پیشوا کے واسطے

اپنے ذوق وشوق میں کر دے عطا مجھ کو کمال
حضرت جاناں شہید و مُقتدا کے واسطے

یاد میں ہو تیرے زندہ یہ دل مُردہ مِرا
شاہ غلام علی شۂ جود و سخا کے واسطے

حال میرا قال سے یا رب موافق کر دے
شاہ ابو سعید پیر و رہنما کے واسطے

سر سے لے پاؤں تلک پر نور ہر اک بال ہو
اس شہ احمد سعید پیشوا کے واسطے

لے خبر میری خدا یا بے کس و بے چارہ ہوں
اپنے در سے نا امید مت چھوڑ اے غنی
حضرت عثمان شیخ رہنما کے واسطے

خستہ حالی پر میرے یا رب نگاہِ لُطف کر
حضرتِ خواجہ سراج الدین قطبِ اولیا کے واسطے

دونوں عالم میں الٰہی کر دے مجھ کو بامُراد
حضرتِ خواجہ غلام حسن شاہ اصفیا کے واسطے

تیرے ذکرو فکر سے پُر نور ہو یہ میرا دل
حضرتِ ثانی غلام محمد پُر ضیاء کے واسطے

صدقۂ دریائے رحمت حضرتِ عبدالغفور
جھولیاں بھر دے ہماری پارسا کے واسطے

حضرتِ مظہر بھی تیری یاد میں زندہ رہے
اُن کا رتبہ بھی بڑھا اپنی عطاء کے واسطے

فصلِ چهارم

شجرہ چشتیہ

اُردو

اے خدائے دوجہاں اپنی عطا کے واسطے
رحم کر مُجھ پر محمد مصطفیٰ ﷺ کے واسطے
ہے میری یہ التجاء تجھ سے الٰہ العالمین
مشکلیں حل ہوں علی المرتضے کے واسطے
حضرتِ خواجہ حسن کا نام لاتا ہوں شفیع
عبدِ واحد شیخ فخرِ اتقیاء کے واسطے
فضل کر مُجھ پر طفیلِ حضرت ابن عیاض
شاہِ ابراہیم بلخی بادشاہ کے واسطے
رحم فرما حضرت خواجہ شیخ بصری پارسا کے واسطے
خواجۂ ممشاد کی خاطر مرادِل شاد کر
شیخ ابواسحاق قطبِ چشتیہ کے واسطے
حضرتِ ابدال احمد بو محمد مقتدا
حضرتِ بو یوسفِ صاحب صفا کے واسطے
والیٔ ہندوستان،خواجہ معین الدین حسن
شیخ قطب الدّین قطب الاتقیاء کے واسطے

کام کر شیریں طفیلِ حضرتِ گنج شکر
شیخ محبوب الٰہی اولیاء کے واسطے
دِل کو روشن کر طفیلِ حضرتِ خواجہ نصیر
اور کمال الدین کمالِ اصفیا کے واسطے
دور کر ظلمت سراجِ دین و دنیا کے لیے
شیخ علم الدّین کے علم و ھدیٰ کے واسطے
صدقۂ محمود راجن بخش دے سارے گُناہ
حضرتِ جُمّن شہید وپارسا کے واسطے
علم دے ہم کو طفیلِ حضرتِ خواجہ حسن
شیخ شمس الدّین محمد کی ضیاء کے واسطے
شیخ مدنی کے لیے ہم کو مدینہ بھی دکھا
فضل کردے اس گدائے مصطفیٰ کے واسطے
بھیک دے ہم کو طفیلِ شاہ کلیم اللہ ولی
شاہ نظام الدین کے صدق و صفا کے واسطے
کہ عطا حبّ نبی اس پیشوا کے واسطے
حبّ مرشد بھی عطا ہو صدقۂ شاہِ مہار
اور سلیمان تونسوی صاحب وفا کے واسطے
کردے روشن دِل ہمارے از طفیلِ شمسِ دیں
اے خدایا تاجدارِ گولڑہ مہر سخا کے واسطے
حضرتِ بابو کی الفت دل میں رکھتے ہیں سبھی

بخش دے ہم کو خدا اس مردِ خُدا کے واسطے

صدقۂ دریائے رحمت حضرت حضرتِ عبدالغفور

جھولیاں بھردے ہماری پارسا کے واسطے

حضرتِ مظہر بھی تیری یاد میں زندہ رہے

انکا رُتبہ بھی بڑھا اپنی عطا کے واسطے

باب سوم

فصل اول

اسباق سلسلہ قادریہ مظہریہ مبارکہ

مشائخ عظام سلسلہ عالیہ قادریہ مریدین کو تزکیہ نفس کے لیے استغفار شریف کا حکم دیتے ہیں۔

ہر ذکر کے شروع میں اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیمِ۔ بسم اللہ الرَّحمن الرَّحِیمِ پڑھیں

استغفار شریف:

استغفراللہ الذی لاالہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ۔

دن رات میں تین سو تیرہ (313) مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ استغفار شریف کے علاوہ سلسلہ عالیہ قادریہ مظہریہ کے نو (9) اسباق ہیں اور ہر سبق کی تعداد ایک ہزار (1000) ہے۔

(1) نفی اثبات:

لا الہ الا اللہ کا سو مرتبہ ورد کریں اور آخر میں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی الہ و اصحابہ وسلم پڑھیں۔

طریقہ ذکر نفی اثبات:

اس کا طریقہ یہ ہے کہ خلوت میں قبلہ رخ ہو کر باادب بیٹھیں اور آنکھیں بند کر کے

"لا" نفی کوناف کے مقام سے زور اور سختی کے ساتھ نکال کے اور لمبا کر کے دائیں کندھے تک لے جائیں اور "اله" کو دماغ سے نکالتے ہوئے "الااللّٰہ" کو قوت سے دل پر ضرب کریں۔اور "لااله" سے نفی معبودیت اور موجودیت غیر اللہ کے ملاحظہ کریں تا کہ وجود غیر کا نظروں سے اُٹھ جائے۔اور "الاالـلّٰـه" سے اثباتِ وجودِ مطلق حق سبحانہ وتعالیٰ کا کریں۔

نفی اثبات حبس دم:

نفی اثبات کے ذکر کو حبس دم بھی کرتے ہیں۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ زبان کو تالو سے لگائیں اور آنکھیں بند ہوں۔سانس کوناف سے کھینچ کر دل میں قرار دیں۔پھر اسی طرح "لا الـه" کو دل سے نکال کر دائیں کندھے تک لے جائیں اور وہاں سے "الاالـلّٰـه" کی ضرب دل پر ماریں۔

(2) اثبات: "لا الـه الا الـلّٰـه" کا ذکر کرنے کے بعد اب "الا الـلّٰـه،الا الـلّٰـه" کا سو مرتبہ ورد کریں۔اور آخر میں محمد رسول الـلّٰـه صلی اللّٰه تعالی علیه واصحابه وسلم پڑھیں۔

طریقہ:ایضاً

(3) مراقبہ: قبلہ کی طرف مُنہ کر کے ہاتھ باندھ کر آنکھیں بند کر کے بیٹھ جائیں سانس و زبان بند کر کے دل کو ماسوائے اللّٰه جل شانه سے فارغ کر کے قلب میں تصور کامل سے الـلّٰـه۔ اللّٰه۔ اللّٰه بقدر چار رکعت نماز یا پانچ منٹ تک ورد کریں،مراقبہ کے دوران سانس ختم ہو جائے تو ناک کے ذریعے سانس لیں۔

(4) اسم ذات: الـلّٰـه، اللّٰه، اللّٰه کا سو مرتبہ ورد کریں۔اور آخر میں جَلَّ جَلَالُهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ پڑھیں۔

طریقہ: دل پر ضرب لگا کر پڑھیں اور ساتھ میں یہ خیال بھی ہو کہ اے اللہ تو موجود ہے۔

(5) اسم ذات مطلق: هُو۔ هُو۔ هُو کا سو مرتبہ ورد کریں۔ اور آخر میں جَلَّ جَلَالَهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ پڑھیں۔

طریقہ: دل پر ضرب لگا کر پڑھیں اور ساتھ میں یہ خیال بھی ہو کہ اے اللہ تو موجود ہے۔

(6) اللّٰہ هُو کا سو مرتبہ تکرار کریں اور آخر میں جَلَّ جَلَالَهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ پڑھیں۔

طریقہ: "اللہ" کو سانس کے ذریعے باہر نکالیں اور "هُو" کو دل پر ضرب دیں۔

تنبیہ: "اللّٰہ" کے "ہا" کے بعد ضرور سکتہ کرنا چاہیے اس لیے کہ "هُو" میں داخل نہ ہو جائے۔ یعنی فقط "اَلّا هُو" نہ ہو جائے۔

(7) "هو اللّٰه" کا سو مرتبہ ورد کریں۔ اور آخر میں جَلَّ جَلَالَهُ وَعَمَّ نَوَالُهُ پڑھیں۔

طریقہ: ایضاً

(8) ذکر عجز و نیاز: اَنتَ الهَادِی اَنتَ الحَقَّ لَیسَ الهَادِی اِلاَّ هُو

(9) درود قادریہ: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَعِترَتِهٖ بِعَدَدِ کُلِّ مَعلُومٍ لَّکَ۔

نوٹ: ان اسباق کی باقاعدہ پڑھائی کے لیے اس سلسلہ مبارکہ کے کسی کامل پیر و مرشد کی بیعت اور اجازت لازمی ہے۔

فصل دوم

ختم خواجگان نقشبندیه

پہلے ایک سو پچس گیٹیاں یا زیادہ تقسیم کی جاتی ہیں۔ پھر ایک آدمی بلند آواز سے ختم شریف پڑھتا ہے۔ جبکہ باقی سب دل میں پڑھتے ہیں۔

صبح کا ختم: بلند آواز سے استغفار ایک مرتبہ پھر سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ بعدہٗ درود شریف ایک مرتبہ، سورۃ الم نشرح ایک مرتبہ، دس مرتبہ سورۃ اخلاص، پھر ایک مرتبہ الحمد شریف، پھر ''درود شریف''، پھر یا قاضی الحاجات، یا کافی المهمات، یا دافع البليات یا شافی الامراض، یا حل المشکلات، یا رفیع الدرجات، یا مجیب الدعوات، یا أرحم الراحمين۔ بلند آواز سے ایک دفعہ پڑھتے۔ پھر دعا مانگتے ہیں۔ پھر ''درود شریف'' ایک مرتبہ۔ پھر رب اغفر وأرحم وأنت خير الراحمين، چار مرتبہ بلند آواز سے پانچویں مرتبہ رب الغفرلی ذنوبی ولوالدی وأرحمهم كما ربونی صغيراً ولجميع المؤمنين والمومنات والمسلمين والمسلمات الاحيآء منهم والأموات و تابع بيننا وبينهم بالخيرات رب اغفروارحم وأنت خير الراحمين ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم۔

پھر دعا ایک مرتبہ بلند آواز سے ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ ''یاباقی انت الباقی'' پھر ''درود شریف''، پھر دعا، پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ ''لا اله الا الله وحده لاشريك له، له الملك وله الحمد و هو

علی کل شئی قدیر۔ پھر ایک مرتبہ ''درود شریف'' پھر دعا ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ یا رحمن ، یا رحیم یاارحم الراحمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد پھر ''درود شریف'' پھر دعا یا حی یا قیوم برحمتك استغیث پانچ مرتبہ پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ اللھم انا نجعلك فی نحورھم و نعوذبك من شرورھم پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم پھر ''درود شریف'' پھر دعا۔

ظہر کا ختم: ایک بار درود شریف پھر چار مرتبہ رب اغفر وارحم پانچویں مرتبہ ''رب اغفرلی ذنوبی'' آخر تک پھر دعا ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ ومن یتوکل علی اللہ پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ یا باقی أنت الباقی پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ رب لاتذرنی فرداً وأنت خیر الوارثین پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ یا رحیم کل صریخ مکروب وغیائہ و معاذہ یا رحیم پھر ''درود شریف''، پھر دعا، پھر ''درود شریف''، پھر حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچ مرتبہ پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ لاالہ الا انت سبحانك انی کنت من الظالمین پھر ''درود شریف'' پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر ''لاحول ولا قوۃ الا باللہ'' پھر ''درود شریف'' پھر دعا، پھر ''درود شریف''، پھر لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر دعا پھر ''درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ اللھم انا نجعلك فی نحورھم و نعوذبك من شرورھم پھر ''درود شریف''، پھر دعا۔

عصر کا ختم: پہلے الحمد شریف بلند آواز سے ایک مرتبہ ''درود شریف'' پھر سورہ الم نشرح ایک مرتبہ پھر سورہ اخلاص دس مرتبہ پھر الحمد شریف پھر ایک مرتبہ ''درود شریف'' پھر یا قاضی الحاجات یا أرحم الراحمین پھر چار مرتبہ اونچی اونچی آواز سے صلوة تنجینا من جمیع الأهوال والافات تک۔ پھر پانچویں مرتبہ اونچی آواز سے اللهم صلی علی سیدنا وعلی ال سیدنا محمد تنجینا بها من جمیع الأهوال والافات وتقضی لنا بها من جمیع الحاجات و تطهرنا بها من جمیع السیات و ترفعنا بها عندك اعلی الدرجات وتبلغنا بها اقصی الغایات من جمیع الخیرات فی الحیوة وبعد الممات انك علی کل شئ قدیر پھر دعا پھر'' درود شریف ''پھر چار مرتبہ رب اغفرلی ـــــ الخ پانچویں مرتبہ رب اغفرلی ذنوبی ولوالدی تا ولا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم پھر'' درود شریف'' پھر دعا'' درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ ومن یتوکل پھر'' درود شریف'' پھر دعا'' پھر درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ یا باقی أنت الباقی پھر'' درود شریف'' پھر دعا پھر'' درود شریف'' پھر پانچ مرتبہ اللهم انا نجعلك فی نحورهم ـــــ الخ پھر'' درود شریف''، اختتام استغفار شریف پانچ مرتبہ پھر دعا۔ (تذکرہ مقبول بارگاہِ الہ: ص:70-69)

نوٹ: سلسلہ نقشبندیہ میں قبلہ باباجی صاحب کا اختصاصی ختم استغفار شریف کا ہے۔ اس حوالے سے بیان کردہ صدری روایت جو قبلہ عالم باباجی صاحب کی طرف منسوب ہے۔ اُس کے مطابق عالم رؤیا میں مشائخ نقشبند کی ایک مجلس میں آپ کو استغفار شریف کی خصوصیت سے نوازا گیا۔ اُس مجلس میں خواجہ دوست محمد قندھاری، خواجہ محمد عثمان دامانی اور دیگر خواجگان موجود تھے۔

باب چهارم

فصل اول

حالاتِ زندگی ﴿مشائخ قادریہ مظہریہ﴾

1- نبیؐ دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ

سید المرسلین، شفیع المذنبین، محبوب رب العالمین، امام الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت 12 ربیع الاول بروز سوموار، بمطابق اپریل 571ء بوقت صبح صادق ہوئی۔

آپ کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ رضی اللہ علیہ اور والدہ ماجدہ کا نام حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا ہے۔ حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ کی دائی بننے کا شرف حاصل ہوا۔

پچیس برس کی عمر میں آپ کا نکاح حضرت خدیجہ الکبریٰ سے ہوا اور نکاح حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے پڑھایا۔ چالیس برس کی عمر میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلان نبوت فرمایا۔ 7 نبوی میں کفارِ مکہ نے بنو ہاشم سے معاشرتی مقاطعہ کیا۔ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تین سال تک شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہوئے، نبوت کے دسویں سال 620ء میں حضرت خدیجہ الکبریٰ اور حضرت ابو طالب کا وصال ہوا اور آپ ﷺ نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔

نبوت کے بارھویں سال آپ ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی۔ بیعت عقبہ اولیٰ اور بیعت عقبہ ثانی کے بعد نبوت کے پندرھویں سال آپ ﷺ مدینۃ المنورہ تشریف لے گئے جہاں پہلی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا گیا، پھر غزوات وسرایا کا سلسلہ شروع ہوا۔

غزوہ بدر(2ھ)،غزوہ احد(3ھ)،غزوہ احزاب(5ھ)جیسے معرکوں میں آپ ﷺ نے خود قیادت فرمائی۔ 6ھ میں صلح حدیبیہ، 7ھ میں فتح خیبر اور 8ھ میں فتح مکہ جیسے عظیم واقعات رونما ہوئے۔ 10ھ آپ علیہ السلام حج پر تشریف لے گئے اور خطبہ حجۃ الوداع ارشاد فرمایا اور اگلے سال 11ھ تریسٹھ سال کی عمر مبارک میں آپ علیہ الصلوۃ والسلام نے وصال ظاہری فرمایا۔

اب ہم حصولِ برکت کے لیے رسول دوعالم ﷺ کے چند فرمودات لکھتے ہیں۔رسول دوعالم ﷺ نے فرمایا:

اَشَدُّ الناسِ عذاباً یَوْمَ القیامه لَمْ یَنْفعهُ اللّٰهُ بِعلمه؛

ترجمہ: قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اس عالم کو ہوگا جسے اللہ نے اس کے علم سے نفع نہیں دیا۔

(الجامع الصغیر حدیث 1053 جلد1 ، ص:49،دارالکتب العلمیه بیروت)

یہ بھی فرمایا:

سَیَأتِی عَلی النَّاسِ زمان "یکونُ عبَّادُهُمْ جُهَّالاًوعُلَماؤهم فُسَّاقاً

ترجمہ:عنقریب لوگوں پر ایسازمانہ آئے گا کہ انکے عبادت گزار جاہل ہوں گے اور انکے علماءفاسق ہوں گے۔(۱)

اور یہ بھی فرمایا:

میری امت پر ایسا بھی دور آئے گا کہ انہیں پانچ چیزوں سے بڑی محبت ہوگی لیکن پانچ چیزیں بھول جائیں گے۔

- ☆ دنیا سے محبت ہوگی، آخرت بھول جائیں گے۔
- ☆ عارضی اقامت گاہوں اور گھروں سے محبت ہوگی اور قبر بھول جائیں گے۔
- ☆ مال سے محبت ہوگی، حساب بھول جائیں گے۔
- ☆ اہل وعیال سے محبت ہوگی، حور وغلمان بھول جائیں گے۔
- ☆ اپنی ذات سے محبت ہوگی اور اللہ رب العزت کو بھول جائیں گے۔

ایسے لوگ مجھ سے بری اور میں ان سے بیزار ہوں۔(۲)

رسول دو عالم ﷺ نے فرمایا:

چھ اشیاء ایسی ہیں جو چھ جگہوں پر پردیسی رہتی ہیں:

- ☆ مسجد وہاں پردیسی اور بیگانہ ہوتی ہے جہاں لوگ اس میں نماز پڑھنے نہ آئیں۔
- ☆ مصحف قرآنی اس گھر میں پردیسی ہوتا ہے جہاں لوگ اس کی تلاوت نہیں کریں گے۔
- ☆ قرآن مجید اس شخص کے سینے میں پردیسی ہے جو بدکار ہے۔
- ☆ پرہیز گار عورت پردیسی ہے اگر اس کا نکاح کسی فاسق سے ہو۔
- ☆ پرہیز گار مرد پردیسی ہے اگر اس کا واسطہ بد اخلاق عورت سے پڑ جائے۔
- ☆ اور دیانت دار عالم دین پردیسی ہے جب اس کا واسطہ ایسے لوگوں سے جو اسکی نصیحت کو نہ سنیں۔(۳)

2- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (متوفی:40ھ)

سلسلہ قادریہ اور سلسلہ چشتیہ میں رسول کائنات ﷺ کے فیض کا ظاہری سلسلہ آپ ہی سے ہے جبکہ سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف ہے۔

آپ کا نام مبارک علی، لقب اسد اللہ اور کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے آپ کے مناقب بے شمار اور محاسن لاتعداد ہیں۔آپ کی عادت شریف تھی کہ جب نماز کا وقت آتا تو

بدن میں کپکپی دوڑ جاتی، چہرہ کا رنگ زرد ہو جاتا دریافت کرنے پر فرمایا کہ اس امانت کی ادائیگی کا وقت ہے۔ جس کو حق تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین و پہاڑ پر پیش کیا مگر وہ اس کے اٹھانے سے عاجز ہو گئے اور میں نے اس کا ارادہ کیا ہے۔

آپ فرمایا کرتے: کُنْ عِنْدَاللّٰہِ خَیْرَالنّٰاس وکُنْ عِنْدالنفسِ شرالناس کُنْ عِنْدَالناسِ رَجُلامِنْ النّٰاس

ترجمہ: بارگاہِ خدا میں بہترین و نیک و کار بندہ بن، خود اپنی نگاہوں میں سب سے بدتر بن کر رہ اور دوسرے لوگوں کی نظر میں اُنہیں میں سے ایک عام آدمی ہو جا۔(۴)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی ہتھیلی میں درہم رکھ کر فرماتے کہ اے درہم تجھ پر افسوس ہے تو اُس وقت مجھے نفع دیتا ہے جب مجھ سے چلا جائے۔

اور آپ یہ بھی فرماتے انسان کی خوش بختی پانچ باتوں میں ہے:

(1) بیوی موافق ہو۔ (2) اولاد نیک ہو۔ (3) اُس کے بھائی متقی ہوں۔ (4) پڑوسی نیک ہوں۔ (5) اور اس کا رِزق اُس کے اپنے شہر میں ہو۔(۵)

3- حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 110ھ)

نبوت کے پروردہ، جواں مردی کی کان، دریائے علم، عمل و حلم کے خزانے، تابعین کے سردار، متقیوں کے امام حضرتِ علی رضی اللہ عنہ سے یہ خرقہ متفقہ طور پر صاحبِ صدر خواجہ امام حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ کو پہنچا۔

منقول ہے کہ خواجہ حسن بصری نے یہ خرقہ ارادت امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پہنا، حضرت خواجہ حسن بصری کے فضائل بہت اور مناقب بے شمار ہیں۔ حضرت خواجہ حسن بصری کی والدہ محترمہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہ کی باندی تھیں۔

حضرت خواجہ حسن بصری جس زمانے میں ماں کا دودھ پیتے تھے اور انکی ماں کسی کام

میں مشغول ہوتیں خواجہ حسن بصری روتے تو ان کے بہلانے کے لیے حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا اپنی چھاتی ان کے منہ میں دے دیتیں۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا ہمیشہ ان کے لیے دعا فرماتی کہ اے خداوند! ان کو خلق کا پیشوا بنا، حضرت حسن بصری نے 133 صحابہ کرام کو پایا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہا ایک روز امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصری تشریف لائے اور تمام واعظین کو منع فرمایا یہاں تک کہ تمام واعظوں نے اپنے منبر توڑ ڈالے پھر وہ حضرت خواجہ حسن بصری کی مجلس میں آئے اور ان سے سوال کیا کہ تم عالم ہو یا متعلم (طالب علم)؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں کچھ بھی نہیں۔ جو کچھ مجھ کو رسول اکرم ﷺ سے پہنچا ہے۔ وہی میں مخلوق کو پہنچا رہا ہوں۔ انکا یہ جواب سن کر حضرت علی کرم اللہ وجہ الکریم نے فرمایا کہ یہ جوان اس قابل ہے کہ اس سے بات کی جائے۔ جب خواجہ حسن بصری منبر پر سے اُترے اور امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہ کریم کے پیچھے چلنے لگے تو حضرت خواجہ حسن بصری نے آپ کا دامن پکڑ کر عرض کی کہ برائے خدا مجھے وضو کرنا سکھا دیجئے چنانچہ اس مقام پر جسے ''باب الطشت'' کہتے ہیں۔ طشت لایا گیا اور آپ نے حضرت حسن بصری کو وضو کرنے کا طریقہ سکھایا۔

ایک بزرگ نے حضرت خواجہ حسن بصری کی وفات کی شب میں دیکھا کہ آسمان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔ اور منادی اعلان کر رہا ہے کہ خواجہ حسن بصری اپنے خدا سے جا ملے اور خدا ان سے راضی ہے''۔(۶)

حضرت حسن بصری جب یہ حدیث سنتے:

آخرُ من يخرج من النار رجل'' يخرج بعد الفِ سنة

ترجمہ: جہنم میں سے آخر میں نکلنے والا شخص وہ ہوگا جو ہزار سال بعد نکلے گا تو آپ فرماتے کاش وہ شخص میں ہوتا۔ ایک دن اُن سے اس بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کیا

وہ جہنم سے نہیں نکلے گا۔۔۔۔۔۔؟

حضرت حسن بصری فرماتے تھے۔جنتیوں اور جہنمیوں کا جنت اور جہنم میں داخل ہونا عمل کے باعث ہوگا۔اور وہاں ہمیشہ رہنا نیتوں کی بنیاد پر ہوگا۔(۷)

آپ کا مزار مبارک بغداد میں مرجع خلائق ہے۔

4- حضرت شیخ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:156ہجری)

آپ کو روحانی فیض کی نعمت اور خرقہ ارادت حضرت خواجہ حسن بصری کی بارگاہ سے عطا ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت حسن بصری مغرب کی نماز کے وقت آپ کے پاس پہنچے اور آپ جماعت کرا رہے تھے۔اور حضرت حسن بصری نے جب یہ دیکھا کہ آپ الحمد کی بجائے الھمد ''چھوٹی ھ'' سے قرأت کر رہے ہیں تو یہ خیال کر کے کہ آپ چونکہ قرآن کا تلفظ صحیح ادا نہیں سکتے تھے اس لیے آپ کے پیچھے نماز نہ پڑھی،اور علیحدہ نماز پڑھی،رات کو خواب میں اللہ تعالی کا دیدار نصیب ہوا تو آپ نے عرض کی ''یارب! تیری رضا کا ذریعہ کیا ہے؟ ارشاد ہوا تو نے ہماری رضا پائی لیکن اس کا مقام نہ سمجھا آپ نے پوچھا کہ وہ کونسی رضا تھی ارشاد ہوا اگر تو نماز میں حبیب عجمی کی اقتدا کر لیتا تو تیرے لیے تمام عمر کی نمازوں سے بہتر تھا کیونکہ تو نے اسکی ظاہری عبادت کا تصور تو کیا لیکن اس کی نیت نہیں دیکھی جب کہ ولی کی نیت سے تلفظ کی صحت کم درجہ رکھتی ہے''

حضرت عطار فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یہ شک ہو کہ حضرت عجمی کا مقام حضرت بصری سے بلند تھا تو یہ اسکی غلطی ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے علم کو ہر شے پر فضیلت عطا فرمائی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت حسن بصری آپ کے پیرو مرشد ہیں۔

آپ کا مزار مبارک بصرہ (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔(۸)

حضرت حبیب عجمی فرماتے تھے۔ ہم یہ گمان نہیں کرتے تھے کہ اُس زمانے تک زندہ رہیں گے جب شیطان علما سے اس طرح کھیلے گا جس طرح بچے گیند سے کھیلتے ہیں۔

نوٹ: حضرت حبیب عجمی تابعین کے نزدیک اُن لوگوں میں شمار ہوتے تھے جن پر فقراء کے احوال کا غلبہ ہوتا ہے۔ اور اہلِ طریقت کے نزدیک احوال والے لوگوں کے افعال کی اقتدا نہیں کی جاتی۔(۹)

5- حضرت شیخ داؤد طائی (متوفی:165ھ)

آپ کو خرقہ ارادت کی روحانی نعمت حضرت حبیب عجمی کی بارگاہ سے عطا ہوئی۔ آپ علوم ظاہری و باطنی میں کامل تھے، آپ کے مناقب بے شمار اور فضائل لاتعداد ہیں۔ حضرت داؤد طائی فرماتے تھے کہ ہر نفس دُنیا سے پیاسا جاتا ہے۔ سوائے ذاکرین کی جان کے (وہ سیراب ہو کر جاتے ہیں۔)

حضرت داؤد طائی ایک دن ایک عورت کے پاس سے گزرے وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی اور کہہ رہی تھی کاش مجھے معلوم ہوتا کہ تیرے کس رخسار سے کیڑے نے آغاز کیا، یہ سُن حضرت داؤد طائی بے ہوش ہو کر گر پڑے۔

آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔

6- حضرت شیخ معروف کرخی (متوفی:200ھ)

آپ کو خرقہ ارادت کی نعمت حضرت داؤد طائی کی بارگاہ فیض سے نصیب ہوئی۔ آپ طریقت و حقیقت کے مقتداد اور پیشواء تھے۔ ایک مرتبہ اثنائے راہ شراب نوشی کرتے چند نوجوان دیکھے، کسی نے ان کے حق میں بددعا کیلئے عرض کی تو آپ نے فرمایا: یا اللہ جس طرح یہ نوجوان دینا میں عیش و مسرت میں ہیں تو انہیں آخرت میں بھی ان کو اس سے بہتر

خوشی ومسرت عطا فرما: یہ کلمات سنتے ہی سارے نوجوان اپنے پیالے توڑ کر آپ کی بارگاہ میں آکر تائب ہوئے اور سعادت مندوں میں ہوئے۔آپ کا مزار شریف بغداد (عراق) میں ہے۔(۱۰)

7- حضرت شیخ عبداللہ سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 250ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ معروف کرخی کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی ۔آپ رحمتہ اللہ علیہ سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے ماموں اور طریقت میں پیرومرشد تھے۔ابتدائی دور میں آپ رحمتہ اللہ علیہ ایک دکان میں سکونت پذیر رہے اور اسی میں ایک پردہ ڈال کر ایک ہزار نوافل روزانہ پڑھا کرتے تھے۔آپ رحمتہ اللہ علیہ تجارت میں دس دینا پر صرف نصف دینار نفع لیا کرتے تھے۔ایک مرتبہ کسی نے ساٹھ دینار کے بادام خریدے لیکن اس کے بعد قیمتیں بڑھ گئیں۔اور دلال نے نوے دینار لگادیئے۔ لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں اپنے عہد کے خلاف فروخت نہیں کرسکتا۔ابتداء میں آپ رحمتہ اللہ علیہ سقط فروشی کرتے تھے۔اور سقط فروش اسے کہتے ہیں جو گرے پڑے پھل فروخت کرتا ہے اسی دوران بغداد کے بازار میں آگ لگی لیکن آپ رحمتہ اللہ علیہ کی دکان محفوظ رہ گئی اور آپ نے بطور شکرانے کے دکان کا تمام مال صدقہ کردیا۔

آپ رحمتہ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ چالیس سال سے میرے نفس کو شہد کی خواہش ہے لیکن آج تک میں نے اس کی خواہش پوری نہیں کی پھر فرمایا کہ میں ہر یوم اس لیے آئینہ دیکھتا ہوں کہ شاید معصیت کی وجہ سے میرا چہرہ سیاہ نہ ہوگیا ہو فرمایا کہ کاش پورے عالم کے آلام مجھے مل جاتے تاکہ تمام لوگوں کو غموں سے رہائی حاصل ہوجاتی کہ جب کسی مسلمان کے سامنے داڑھی میں خلال کرتا ہوں تو یہ ڈرتا ہوں کہ کہیں منافقین میں میرا شمار نہ ہوجائے۔

حضرت سری سقطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ نیکی چلی گئی اور تجارت باقی رہ گئی ان

میں سے کوئی ایک شخص دوسرے کو کوئی چیز اس لیے دیتا ہے۔ کہ وہ اُس کا بدلہ دے گا۔ اور یہ بھی فرماتے کہ ڈرنے والا وہ نہیں جس پر تلاوتِ قرآن کے وقت رقت طاری ہو جائے۔ بے شک ڈرنے والا وہ ہے جو کھانا پینا ترک کردے اور نیند کو طلاق دے دے حتیٰ کہ جان لے کہ اُس کا حال کہاں تک پہنچا۔ (۱۱)

8- حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 297ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ابوالقاسم ُلقب سید الطائفہ ہے۔ کسی شخص نے حضرت سرِ سقطی رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ کبھی مرید کا درجہ مرشد سے بھی بلند ہو جاتا ہے؟ فرمایا بے شک جس طرح جنید رحمتہ اللہ علیہ میرا مرید ہے، لیکن مراتب میں مجھ سے زیادہ ہے۔

منقول ہے کہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ کے مراتب میں اضافہ ہوتا گیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے وعظ و تبلیغ کو اپنا شیوہ بنالیا اور ایک مجمع میں فرمایا کہ وعظ گوئی میں نے اپنے اختیار سے شروع نہیں کی بلکہ تیس ابدالین کے بے حد اصرار پر یہ سلسلہ شروع کیا اور میں نے تقریباً دوسو بزرگوں کے جوتے سیدھے کئے ہیں۔

کسی نے سیدنا حضور نبی کریم ﷺ کے ہمراہ حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کو بھی خواب میں دیکھا اور ایک شخص نے کوئی فتویٰ آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا تو آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت جنید رحمتہ اللہ علیہ کی طرف اشارا کر دیا، اس نے کہا کہ جب آپ ﷺ خود تشریف فرما ہیں تو دوسرے کی کیا ضرورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کو اپنی امت پر فخر ہے لیکن مجھے اپنی اُمت میں جنید رحمتہ اللہ علیہ پر اس سے بھی زیادہ فخر ہے۔

کسی نے حضرت جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کو اُن کے وصال کے بعد دیکھا تو اُن سے پوچھا کہ اللہ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ اُنہوں نے فرمایا "یہ اشارات اُڑ گئے اور یہ عبادات فنا ہو گئیں۔ ہمیں تو صرف اُن چند رکعات نے فائدہ دیا جو ہم سحری کے وقت

پڑھتے تھے۔''

آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔ (۱۲)

9- حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 334ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے سید الطائفہ حضرت شیخ جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ صاحب اشارات لطیفہ تھے چنانچہ متاخرین میں سے ایک صاحب کا قول ہے۔ کہ "**ثلاثہ من عجائب الدنیا اشارات الشبلی ونکات المرتعش و حکایات الجعفر**" یعنی تین چیزیں دنیا کے عجائبات میں سے ہیں شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے اشارات، مرتعش رحمتہ اللہ علیہ کے نکات، جعفر رحمتہ اللہ علیہ کی حکایات۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ اہلِ تصوف کے امام اپنے وقت کے یکتا اور حال وعلم میں بے ہمتا تھے۔ آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔

10- حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 335ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کے مرید و خلیفہ تھے ان رحمتہ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد ان رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا۔ اور ان رحمتہ اللہ علیہ سے بیعت فرمائی۔ حضرت شیخ ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسند ارشاد پر جلوہ افروز ہوئے اور خلق کثیر کو ہدایت ظاہری و باطنی کا فیض پہنچایا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ خادم شریعت، سالک طریقت، واقف حقیقت اور اہل سنت والجماعت کے امام تھے۔ آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔

11- حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 447ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالواحد تمیمی رحمتہ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اصل وطن طرطوس ہے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے والد ماجد کا نام

شیخ عبداللہ طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ تھا آپ قدوۃ اولیائے زمان اور صاحب مقامات بلند و کرامت ارجمند تھے صبر و توکل میں محکم قدم رکھتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک طرطوس میں ہے۔ (۱۳)

12- حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 486ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا اصل نام نامی علی بن محمد یوسف بن جعفر القریشی الھنکاری رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی کنیت ابوالحسن اور لقب شیخ الاسلام تھا آپ رحمتہ اللہ علیہ قوم قریش سے تھے اور ہنکار کے رہنے والے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حضرت شیخ ابوالفرح طرطوسی رحمتہ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ بڑے صاحب کرامت و خوارق عادات اور صائم الدہر اور قائم الیل تھے منقول ہے کہ آپ رحمتہ اللہ علیہ نمازِ عشاء اور تہجد کے درمیان دو قرآن ختم کرتے تھے۔

13- حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخزومی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 513ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام نامی مبارک بن علی بن حسین المخزومی رحمتہ اللہ علیہ ہے۔ آپ سلطان الاولیاء، برہان الاتقیاء، قدوۃ عارفان، پیر طریقت، واقف اسرار حقیقت جامع علوم ظاہری و باطنی تھے اور سیدنا حضرت خضر علیہ الصلوۃ والسلام سے صحبت رکھتے تھے۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ حنبلی المذہب تھے۔ آپ نے حضرت شیخ ابوالحسن ہنکاری کے دستِ حق پرست پر بیعت فرمائی۔ آپ کو حضور غوث الاعظم کے مرشد ہونے کا بھی شرف حاصل ہے۔ آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں ہے۔

14- محبوب سبحانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 561ھ)

آپ رحمتہ اللہ علیہ کا نام مُبارک عبدالقادر، کنیت ابومحمد، لقب محی الدین، محبوب سبحانی اور غوث الثقلین ہیں۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت شیخ ابوسعید مبارک المخزومی رحمتہ اللہ علیہ کے دست مبارک پر بیعت فرمائی۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ کی والدہ فرماتی ہیں کہ جب

میرے فرزند عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ پیدا ہوئے ہرگز رمضان کے دن میں دودھ نہ پیتے ایک مرتبہ اَبر کی وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہ آیا لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا میں نے کہا آج میرے فرزند رحمتہ اللہ علیہ نے دودھ نہیں پیا ہے آخر معلوم ہوا کہ وہ رمضان کا دن تھا۔ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن اثناء وعظ میں فرمایا" قدمی ھذہ علی رقبة کل ولی اللّٰہ" (یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے) حضرت شیخ علی بن الھیتی رحمتہ اللہ علیہ جو کبار مشائخ سے ہیں آگے ہوئے اور آپ رحمتہ اللہ علیہ کا قدم پکڑا اور گردن پر رکھا اور زیرِ دامن ہوئے اور تمام اولیاء نے اپنی گردنیں پست کر کے پیش کیں شیخ ابوسعید رحمتہ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ جب آپ رحمتہ اللہ علیہ نے یہ کلمہ فرمایا اس وقت اللہ جل شانہ نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کے دل پر تجلی کی اور سیدنا حضور نبی کریم رحمتہ اللہ علیہ نے ہاتھ پر اور ملائکہ مقربین کی ایک جماعت نے اولیاءِ متقدمین ومتاخرین جو حاضر تھے احیا نے اپنے اجسام اور اموات نے ارواح سے آپ رحمتہ اللہ علیہ کو خلعت پہنائی اور ملائکہ اور رجال الغیب نے آپ رحمتہ اللہ علیہ کی مجلس کو گھیر لیا اور صف در صف ہوا میں استادہ تھے روئے زمین پر تمام اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی گردنیں پست کر دیں کہتے ہیں عجم میں سے ایک شخص نے تواضع نہ کی اس کا حال سلب ہوا اس عصر کا کوئی ولی اس مقام کو نہ پہنچا۔ آپ کا مزار مبارک بغداد (عراق) میں مرجع خلائق ہے۔

15- شیخ سید کبیر الدین شاہ دولہ، دریائی گجراتی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:403ھ)

حضرت شاہ دولہ گجراتی کے متعلق تاریخی اور صدری روایات میں لاتعداد تضادات پائے جاتے ہیں، بہر حال آپ کی ذات کے متعلق پائی جانے والی تمام روایات پر تحقیق اور پھر اس میں سے صحیح روایات کو کشید کرنے کیلئے ایک تحقیقی مقالہ کی ضرورت ہوگی، اس لیے اجمال کے پیشِ نظر صرف محتاط روایات کا یہاں ذکر کیا جائیگا۔ حضرت شاہ دولہ گجراتی کا نام

سید کبیر الدین کبیر الاولیاء ابن سیّد موسیٰ حنبلی بغدادی ہے۔ جائے پیدائش بغداد ہے، حضور غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی کے دستِ مبارک پر بیعت ہوئے، حضور غوث الاعظم نے خلافت عطا فرماتے ہوئے گجرات (پنجاب) تبلیغِ دین کیلئے جانے کا حکم فرمایا، حضور غوث الاعظم کے حکم پر آپ شہر گجرات تشریف لائے اور پھر خلقِ خدا کے قلوب واذھان کی تطہیر فرماتے رہے، آپ کے ارشادات وتعلیمات پر مشتمل ایک قلمی نسخہ " سیر السلوك الی ملك الملوك " کے نام سے دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری میں ہے جو عربی میں ہے، اس کے مندرجات دس ابواب پر مشتمل ہیں، اس کتاب سے بھی صاحبِ کتاب کے تبحر علمی اور فیض صحبت کی طرف اشارے ملتے ہیں۔ آپ کا مزار مبارک شہر گجرات میں مرجعٔ خلائق ہے۔

نوٹ: ''دولہ شاہ کے چوہوں'' کے نظریہ پر مبنی ہمارے معاشرے میں پائی جانے والی صدری روایات کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں، نہ کسی سوانح نگار نے اس کی تصدیق کی اور نہ میڈیکل سائنس اس کی تائید کرتی ہے۔

16- شیخ سیّد شاہ منور شاہ علی قادری بغدادی الہ آبادی رحمتہ علیہ (متوفی: 1191ھ)

آپ کا شجرہ نسب اس طرح ہے۔ شاہ منور علی بن سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن بن سیّد عثمان بن القاسم جنید بغدادی رحمتہ اللہ علیہ شیخ سیّد منور علی الہ آبادی کی جائے پیدائش بغداد ہے، آپ نے تقریباً 700 سال کی طویل عمر پائی، آپ نے طوالتِ عمر کی توضیح خود اپنی کتاب فخر العفیف میں فرمائی، اس حوالے سے آپ لکھتے ہیں:

''28 برس کی عمر میں بتاریخ اکیس ماہ ذوالحجہ 519ھ بروز بعد نمازِ مغرب سید عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت توبہ سے مشرف ہوا، بائیس برس وضو کرنے کی خدمت پر مامور رہا بتاریخ 27 ماہ شوال 541ء بروز وقت ظہر حضرت غوث پاک کو وضو کرا رہا تھا میں نے عرض کی یا حضرت! آبِ حیات کی کیا کیفیت ہے حضور غوثِ پاک

نے ایک جرعۂ آب سید ھے ہاتھ میں لے کر فرمایا، اس وقت فقیر کے ہاتھ میں ساڑھے چھ سو برس کی عمر کا آبِ حیات ہے تو نوش کر لے میں نے اسی وقت نوش کر لیا، اس وقت میری عمر پچاس سال تھی۔ پھر حضور غوث الاعظم کے حکم پر سید کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی نے مجھے بیعت اور خلافت سے سرفراز فرمایا اس کے بعد آپ نے مجھے اپنی کلاہ مبارک اور ایک دعائے حرز کافی کی عنایت فرما کر الہ آباد بھیج دیا" آپ کے خلفاءِ کرام میں حضرت شیخ شاہ عالم دھلوی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا مزار الہ آباد (بھارت) میں زیارت خلائق ہے۔(۱۴)

17- حضرت شیخ شاہ عالم دھلوی رحمتہ اللہ علیہ

آپ حضرت شیخ سید شاہ منور علی بغدادی الہ آبادی کی معیّت میں رہے اور ان سے بیعت ہو کر ذکر و وضائف اور مراقبہ و چلہ کشی میں مصروف ہو گئے اور مجاہدہ و ریاضت کے بعد مسند خلافت پر متمکن ہوئے، دھلی میں خانقاہ قائم کر کے دعوت وارشاد اور شریعت وطریقت کی تبلیغ میں سرگرم عمل رہے، آپ کے خلفاء کرام میں حضرت شیخ احمد ملتانی زیادہ مشہور ہیں۔ آپ کا مزار مبارک دہلی (بھارت) میں ہے۔

18- حضرت شیخ احمد ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

آپ طریقت میں حضرت شیخ شاہ عالم دھلوی کے خلیفہ ہیں اور داتائے سرحد حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ کے پیر و مرشد ہیں، آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں یدطولیٰ حاصل تھا، آپ علم وفضل کے کوہ گراں اور زہد و تقوی کے پیکرِ جمیل تھے، آپ کا مزار مبارک قاسم باغ ملتان شریف میں مزارات حضرت بہاؤالدین زکریا ملتانی رحمتہ اللہ علیہ اور شاہ رکنِ عالم ملتانی رحمتہ اللہ علیہ کی درمیانی سڑک پر واقعہ مدرسہ حامدیہ کے احاطے میں ہے۔

19- حضرت شیخ جنید پشاوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:1162ھ)

حضرت شیخ جنید پشاوری کو داتائے سرحد بھی کہا جاتا ہے، آپ کا جائے ولادت

حیدر آباد (سندھ) ہے۔ آپ مولداً حیدر آبادی، سکناً پشاوری، مذہباً حنفی، طریقتاً قادری، استفادتاً اویسی اور مشرباً محمدی تھے۔

آپ نے اولاً 38 سال کی عمر میں ایک ولی کامل حضرت شیخ میاں عبدالحیٔ سندھی نقشبندی کی بیعت کی، اور آپ کو سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ کامل کی طرف سے خرقہ خلافت بھی عطا ہوا، پیرومرشد کے وصال کے بعد آپ ملتان شرف میں حضرت شیخ احمد ملتانی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسطرح دوسری مرتبہ بیعت سلسلہ قادریہ میں حضرت شیخ احمد ملتانی کے دستِ پاک پر کی، حضرت شیخ احمد ملتانی نے سلسلہ قادری کی ترویج کیلئے آپ کو خرقۂ خلافت عطا کر کے پشاور بھیجا، حضرت جنید پشاوری کے ارفع القاب میں ایک لقب ''سنگ پارس'' ہے اور اس کے متعلق ایک مشہور واقعہ زبانِ زد عام ہے وہ اس طرح کہ ایک حجام آپ کی حجامت کی خدمت پر مامور تھا، اس نے آپ کی کافی عرصہ خدمت کی ایک دن اس نے عرض کی یا حضرت ہم پر بھی نظرِ کرم فرمائی جائے، جونہی اس کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوئے اسی وقت اس کے تمام اوزار جو آپ کے جسم مبارک سے مس ہوئے تھے سونا بن گئے، اسی حجام نے قصہ خوانی بازار میں ایک مسجد تعمیر کرائی جسے اہلِ دل آج بھی ''نائی مسجد'' کہتے ہیں۔(۱۵)

20- حضرت شیخ محمد صدیق بشونڑی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:1189ھ)

آپ کا جائے ولادت گجرات متصل بخشالی ضلع مردان ہے، علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کے بعد آپ حضرت شیخ حافظ شاہ محمد مومن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضرت حافظ صاحب علیہ الرحمۃ سے سلسلہ چشتیہ میں بیعت اور اجازتِ خلافت حاصل کی، دوسری بیعت آپ نے داتائے سرحد حضرت شیخ جنید پشاوری سے کی اور سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت سے بہرہ مند ہوئے آپ مجمع البحار تھے اور چاروں سلاسل طریقت میں آپ کو خلافت حاصل تھی۔ آپ کا وصال 94 برس کی عمر میں ہوا، آپ کا مزار اقدس حضرت سیّد علی

ترمذی المعروف پیر بابا کے مزار سے تقریباً 2 میل کے فاصلے پر موضع بشونڑی میں ہے، آپ کے مشہور خلیفہ حضرت شیخ محمد عمرزئی قادری ہیں۔

21- حضرت شیخ حافظ عمرزئی القادری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:1206ھ)

آپ کی جائے پیدائش موضع کلہ ڈھیر متصل عمرزئی تحصیل چارسدہ ضلع پشاور ہے، حفظ قرآنی اور علمِ تجوید کے بعد حضرت شیخ محمد صدیق بشونڑی کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم ظاہری اور فیوضاتِ باطنی میں بیعت ہو کر اسباق سلسلہ طریقت حاصل کئے۔ مرشدِ طریقت خواجہ محمد صدیق بشونڑی نے سلاسل طریقت کی اجازت وخلافت کے بعد کلہ ڈھیر متصل عمرزئی میں خانقاہ قائم کرنے کا حکم فرمایا، شیخ محمد عمرزئی القادری شیخ طریقت، رہنمائے طریقت اور پیشوائے حقیقت تھے، عالم وفاضل، صاحب تقوی وطہارت، صاحبِ کشف و کرامات اور صاحب تصرفات بزرگ تھے، آپ نے 51 کی عمر میں وصال فرمایا، آپ کے مشہور خلیفہ شیخ محمد شعیب القادری ہیں۔

22- حضرت شیخ محمد شعیب القادری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:1238ھ)

آپ کے حالاتِ زندگی کے متعلق کچھ زیادہ معلومات میسر نہیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ مستور الحال بزرگ تھے، اگر آپ کے خلیفہ حضرت شیخ عبدالغفور قادری نہ ہوتے تو آج ہم آپ کے نام سے بھی آشنا نہ ہوتے، مستور الحال ہونے کے باوجود آپ نے مراۃ الاولیاء جیسی شاندار تصنیف یادگار کے طور پر چھوڑی، آپ کو سلسلہ عالیہ قادریہ اور نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حضرت حافظ محمد عمرزئی القادری سے حاصل ہوئی آپ کا مزار اقدس تورڈھیری ضلع صوابی میں مرجع خلائق ہے، آپ کے مشہور خلیفہ شیخ عبدالغفور قادری ہیں۔

23- حضرت شیخ عبدالغفور قادری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:1295ھ)

آپ کا اسمِ گرامی عبدالغفور قادری ہے جبکہ آپ شیخ الاسلام اور اخون صاحب سوات

کے نام سے مشہور ہیں۔ دینی علوم کی تکمیل کے بعد حضرت شیخ محمد شعیب قادری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلسلہ قادری میں بیعت کی، اس کے بعد دریائے کابل اور دریائے سوات کے جنگلوں میں کافی عرصہ ریاضت و مجاہدات اور زہد و عبادات میں مصروف رہے، جب سلسلہ عالیہ قادریہ کے اسباق طریقت مکمل کر کے اپنے پیر و مرشد کے حضور میں پہنچے تو حضرت شیخ طریقت نے آپ کو ہر چہار سلاسل یعنی قادریہ، نقشبندیہ، چشتیہ اور سہروردیہ میں ماذون اور صاحب مجاز فرمایا۔

سید احمد بریلوی کی زیر قیادت ہندوستان سے آنے والی تحریکِ مجاہدین کی اولاً آپ نے حمایت کی اور سکھوں کے خلاف جنگ میں تحریک مجاہدین کا ساتھ دیا مگر جب ان کے عقائد سے واقف ہوئے تو حضرت شیخ عبدالغفور قادری ان سے الگ ہو گئے اور واضح طور پر ان کے عقائد کا رد کیا اور ان سے اختلاف کیا اور ان کے متبعین پر ''وھابی'' کا اطلاق فرمایا اور اپنے خلفاء کو ان عقائد کے رد کیلئے کتابیں لکھنے کا حکم دیا، آپ کے مشہور خلیفہ مولانا میاں نصیر احمد قادری نے آپ کے حکم پر تقویۃ الایمان مصنفہ شاہ اسماعیل دھلوی کا رد بنام ''احقاقِ حق'' عربی میں لکھا جسمیں ان تمام عقائد کا رد ہے جو کہ اہلِ سنت کے عقائد حق کے خلاف ہیں۔ اس کے بعد سید و شریف سوات تشریف لے گئے۔ آپ کا مزار مبارک سید و شریف سوات میں مرجع خلائق ہے۔

24- حضرت بابا عبدالوھاب قادری علیہ الرحمتہ

حضرت پیر صاحب مانکی شریف حضرت عبدالوھاب قادری کو خرقہ خلافت حضرت بابا عبدالغفور قادری کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ اور پھر آپ کی وجہ سے سلسلہ قادریہ سوات کے علاقوں میں پھیلا، آپ اپنے آستانہ سے حد درجہ محبت رکھتے اور آستانہ شریف پر حاضری کو سعادت سمجھتے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت بابا عبدالحق قادری اپنی عربی تالیف تنبیہ

المنکرین عن حقوق المرشدین میں لکھتے ہیں۔

''میرے والد محترم مرشد کی زیارت کیلئے تشریف لیجانے لگے تو میں نے عرض کیا ابا جان مرشد کا آستانہ عالیہ دور ہے اور آپ ضعیف العمر ہیں نیز زادِ راہ لیجانے کی بھی تکلیف ہوگی۔ اس سے بہتر ہے کہ روحِ مرشد کی طرف یہاں سے ہی توجہ فرمائیں تو حضرت کی زیارت ہو جائے گی اور یہ ممکنات میں سے ہے تو فرمایا بیٹا! یہاں سے روح مرشد کی طرف توجہ اور وہاں پہنچ کر زیارت کرنے میں بڑا فرق ہے جو فائدہ مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر ملنا ہے وہ فائدہ یہاں میسر نہیں'' (١٦)

25- حضرت خواجہ محمد جی صاحب رحمتہ اللہ علیہ

حضرت قبلہ بڑے باباجی صاحب ایک ولی کامِل اور عالمِ باعمل تھے۔ لوگ دُور دراز سے عِلمِ میراث پڑھنے کے لیے آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ان کی بیعت قادریہ سلسلہ کے مشہور و معروف بزرگ حضرت پیر مانکی شیخ عبدالواہاب قادری سے تھی۔ آپ کے حالاتِ زندگی کے متعلق کچھ زیادہ معلومات میسر نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زمانہ گمنامی کا تھا۔

26- قُدوۃُ السالِکین حضرت خواجہ محمد عبدالغفور دریاشریف المعَروف حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1397ھ)

آپ کی پُوری زندگی عبادت و ریاضت اور مُجاہدہ میں گزری۔ سنِ بلوغ سے لے کر وقتِ رحلت تک آپ نے ہر نماز باجماعت تکبیرِ اُولٰے کے ساتھ ادا کی۔ حضرت باباجی صاحب نے قرآن مجید شکردرہ شریف میں حفظ کیا۔ حِفظ کے بعد حُصولِ علم دین کے لیے مختلف مقامات پر تشریف لے گئے۔ جن میں کامرہ شریف، اکھوڑی رام پور اور دہلی شامل ہیں۔

آپ طالب علمی کے دَور میں ہی تقویٰ وطہارت کا پیکر تھے۔ اور تمام زندگی مجاہداتِ شاقہ میں گزاری۔ آپ کی پہلی بیعت بھی مانکی شریف میں ہے۔ جب مانکی شریف میں حضرت ثانیٔ لاثانی رحمۃ اللہ علیہ کا اِنتقال ہوا تو باباجی صاحب نے حضرت ثانی کے خلیفہ حضرت باباجی صاحب برہ زئی شریف کے ہاں آمدورفت شروع کی۔ تھوڑے عرصہ کے بعد اُن کا اِنتقال پُرملال ہوگیا۔ اس کے بعد آپ سواگ شریف حضرت غلام حسن سواگ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بیعت فرمائی۔ آپ جب بھی دربارِ عالیہ پیر سواگ پر حاضر ہوتے تو کیمبل پُور (اٹک) سے باوضو ہوکر گاڑی پر سفر کرتے۔ اور کروڑ سٹیشن پر اُتر کر پیدل دربار شریف تک چلے۔ جب حضرت پیر سواگ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار شریف پر روضہ تیار ہورہا تھا تو دریا شریف سے طلباء لے کر آپ حاضر ہوتے اور اپنے ہاتھ سے خود کام کرتے۔ حضرت ثانی صاحب خواجہ غلام محمد سواگوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو سلاسل اربعہ (نقشبندی، قادری، چشتی، سہروردی) میں خلافت عطا فرمائی۔ آپ نے اپنی مسجد تین منزلہ بنوائی تھی اس خیال سے کہ دریا شریف گاؤں کی کوئی عمارت اللہ کے گھر سے اونچی نہ ہو۔ پوری زندگی کِسی شخص سے مسجد یا مدرسہ کے لیے آپ نے کوئی پیسہ نہیں لیا۔ آپ نے اپنے تمام صاجزادگان اور طلباء کو اس بات کا پابند کیا ہُوا تھا کہ وہ خدمتِ دین کا کِسی سے کوئی معاوضہ نہ لیں اور نہ ہی قرآن مجید کو تراویح میں سُنانے کا کوئی پیسہ لیتے اور نہ ہی اپنے متعلقین کو لینے دیتے۔

آپ کا مزار پُرانوار دریائے رحمت شریف میں مرجعِ عوام وخواص ہے۔ آپ کے تمام صاجزادگان خِدمتِ دین متین میں آج بھی شب وروز مصروف ہیں۔ جو چشمۂ فیض حضرت باباجی صاحب نے اپنی حیاتِ مبارکہ میں جاری فرمایا تھا، آج بھی تشنگانِ معرفت کو سیراب کررہا ہے۔ دریا شریف میں دینی مدرسہ قائم ہے۔ جس میں قال اللّٰہ وقال

الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی صدائیں آج بھی سامعہ نواز ہو رہی ہیں۔اور اس دینی وروحانی مرکز میں درس وتدریس،افتاء اور تصنیف وتالیف کا کام جاری ہے۔

27- حضرت باباجی محمد مظہر قیوم قدس سرہ العزیز (متوفی:1430ھ)

عمدۃ الاولیاء الواصلین،حلیۃ الاتقیاء السالکین،قمر الاقمار الولایہ،شمس شموس الھدایہ، تاج الاصفیاء،زینت الاولیا،مظہرِ محبت مصطفیٰ حضرت باباجی حافظ پیر محمد مظہر قیوم قدس سرہ العزیز ایک ایسے شہسوار حقیقت تھے جنہوں نے شریعت وطریقت کو اسکے روح اور جسم سمیت ایک تازہ زندگی عطا کی۔آپ علوم ظاہری اور باطنی کے جامع تھے مگر آپ کی طبیعت پر تصوف وروحانیت غالب تھی۔آپ 1935ء میں چکی شریف داخلی لاوہ تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال میں پیدا ہوئے۔آپ کا خاندان اور علاقہ کافی عرصہ تک علم وحکمت کا مرکز رہا۔ حضرت خواجہ حسن سواگ چکی شیخ جی میں علمی استفادہ فرماتے رہے۔

آپ نسباً اعوان،مذھباً حنفی اور مشرباً قادری نقشبندی تھے،علومِ ظاہری کی تکمیل آپ نے اپنے زمانہ کے مشہور اساتذہ سے فرمائی جن میں مولانا محمد اکبر علی،خواجہ غلام جیلانی، مفتی محمد حسین شوق،مولانا شیخ الحدیث فیض احمد فیض (صاحب مہر منیر) اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمد صاحب شامل ہیں۔آپ کو خرقۂ خلافت کی نعمت حضرت باباجی دریوی بابا عبدالغفور دریائے رحمت شریف سے عطا ہوئی۔آپ کو تینوں سلسلوں،قادریہ، چشتیہ اور نقشبندیہ میں اجازت وخلافت حاصل تھی۔آپ کے مناقب بے شمار اور فضائل لاتعداد ہیں۔مشائخ کرام اور اولیائے عظام سے آپ کو والہانہ محبت تھی،ایک مرتبہ فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت داتا گنج بخش علی ھجویری رضی اللہ عنہ کی خواب میں زیارت ہوئی اور حضرت داتا صاحب نے کمالِ محبت اور شفقت سے نوازا اور مجھے مصلیٰ اور لوٹا عنایت فرمایا۔

آپ نے تقریباً ساری زندگی فرض نمازیں باجماعت ادا فرمائیں،ساری زندگی تہجد،

اشراق، چاشت اوابین اور بعد از نمازِ عشاء صلوۃ التسبیح آپ کے معمولات میں شامل رہیں۔ ہر نماز کے بعد ختم خواجگان، سلسلہ عالیہ قادریہ، نقشبندیہ اور چشتیہ کے اسباق و وظائف کے علاوہ حزب البحر، دلائل الخیرات اور قصیدہ غوثیہ کے وظائف بھی آپ کے معمولات میں شامل تھے۔ قرآن پاک سے آپ کو عشق کی حد تک لگاؤ تھا۔ رمضان المبارک میں آپ چار قرآن پاک کا ختم بصورت جماعت ادا فرماتے، جن میں ایک صلوۃ التراویح میں، دوسرا بعد از نماز تراویح بصورت نوافل، تیسرا اوابین میں ارو چوتھا بصورت تہجد ادا فرماتے، گردے کی تکلیف سے قبل آپ پورا قرآن پاک 29 ویں رمضان المبارک دو رکعت میں ادا فرماتے۔ اللہ پاک نے آپ کو طے لسانی کا شرف عطا کر رکھا تھا۔ ایک دن آپ نے ظہر اور عصر کے درمیانی وقت میں ایک ہی نشست میں پورا قرآن مکمل کیا اور فرمایا آج حضرت علی مرتضیٰ کی یہ سنت بھی پوری ہوگئی۔

آپ ہمیشہ سفید لباس زیب تن فرماتے، سر پر سفید عمامہ سجاتے اور سفید چادر اوڑھے سر کو جھکائے رکھتے، چشم تر، آہ سرد، رنگ زرد کا عملی نمونہ تھے۔ دھیمی اور پُر سوز اواز میں کلام فرماتے۔ صوفی شیر محمد خان بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے قبلہ باباجی صاحب کی حیات ظاہری کے زمانہ میں خواب دیکھا کہ قبلہ باباجی صاحب وصال فرما گئے ہیں اور آپ کا جنازہ تیار تھا، اچانک قبلہ باباجی صاحب نے خود اُٹھ کر اپنا جنازہ پڑھایا، صبح اٹھ کر صوفی شیر محمد خان نے حضرت شیخ الحدیث میاں محمد صاحب قدس سرہ العزیز سے تعبیر دریافت کی تو حضرت شیخ صاحب نے فرمایا۔ اللہ رب العزت نے جو مقامِ ولایت تمہارے مرشدِ کامل کو عطا فرمایا ہے وہ کسی عام فقیر کے تصور سے باہر ہے۔ تمہارے مرشد فنا فی اللہ تھے لیکن چونکہ موجودہ زمانہ اخفاء کا ہے اس لئے اس مقام رفیع کو پردہ اخفاء میں رکھا گیا ہے۔

آپ نے 23 رمضان المبارک 1430ھ بمطابق 14 ستمبر 2009ء بروز پیر

وصال فرمایا، روزنامہ نوائے وقت لاہور 16 ستمبر 2009 کے مطابق آپ کے جنازہ کے شرکاء کی تعداد سات سے آٹھ لاکھ تک تھی۔ آپ کا مزار مبارک پپلاں شریف ضلع میانوالی میں مرجعِ خلائق ہے۔ (تفصیلی حالاتِ زندگی کے لیے دیکھیے: مقبولِ بارگاہِ الہ: ڈاکٹر عبدالمجید مظہری، لاہور 2009)

حواشی فصل اول

۱۔ تنبیہ المعنترین،ص:46

۲۔ المنبہات علی الااستعداد لیوم المعاد، ص171

۳۔ ایضاً،ص:197

۴۔ ایضاً، ص:117

۵۔ تنبیہ المغترین،ص:103

۶۔ سیرالاولیاء ، ص: 104-103

۷۔ تنبیہ المغترین،ص:43

۸۔ داتائے سرحد، ص:91,92

۹۔ تنبیہ المغترین، ص:162

۱۰۔ تنبیہ المغترین،ص:157

۱۱۔ ایضاً ، ص:235

۱۲۔ ایضاً، ص:54

۱۳۔ داتائے سرحد، ص۔118

۱۴۔ دیکھیئے: داتائے سرحد، ص:139

۱۵۔ ایضاً ، ص: 150- 143

۱۶۔ دیکھیئے: تنبیہ المنکرین، ص: 242

فصل دوم

حالاتِ زندگی ﴿مشائخِ نقشبندیہ مظہریہ﴾

1- نبیِ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ: دیکھیئے سلسلہ قادریہ

2- حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی:13ھ)

آپ کا اسمِ مبارک عبداللہ، کنیت ابوبکر اور لقب صدیق اور عتیق ہے۔ لیکن آپ بالعموم اپنی کنیت سے مشہور ہوئے۔ آپ کا تعلق قریش کی شاخ بنوتمیم سے ہے آپ رسول دو عالم ﷺ سے عمر میں آڑھائی برس چھوٹے تھے۔ آپ بچپن ہی سے اعتدال، پاکبازی اور بلند اخلاق کا مرقع تھے یہ اسی ہم عمری اور طبعی ہم آہنگی کا نتیجہ تھا۔ کہ حضور ﷺ اور حضرت ابو بکر صدیق میں بچپن سے ہی گہرے دوستانہ مراسم قائم تھے۔ رسول دو عالم ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا تو سب سے پہلے آپ ﷺ کی تصدیق فرما کر قبول اسلام سے مشرف ہونے والے بھی آپ ہی تھے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد لوگوں میں سب سے زیادہ افضل آپ ہی ہیں۔ تریسٹھ سال کی عمر میں آپ کا وصال مبارک ہوا قبر شریف مرقدِ رسول ﷺ سے متصل ہے۔

3- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی:35/36 ھ)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جلیل القدر صحابی تھے۔ سرکارِ دوجہاں ﷺ نے آپ کے متعلق فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے مجھے چار اشخاص سے محبت کا حکم دیا ہے۔ اور مجھے خبر دی ہے کہ وہ بھی ان

سے محبت کرتا ہے۔لوگوں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ان کے نام فرمایئے۔ فرمایا: ان میں علی ہیں اور اسے تین بار دہرایا: اور ابوذر، اور مقداد اور سلمان۔ مجھے ان کی محبت کا حکم ملا ہے۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہے۔(ترمذی) آپ سلسلہ نقشبندیہ کے کبار مشائخ میں سے ہوئے اور فیضِ روحانی حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کی طرف منتقل ہوا۔

آپ نے انتہائی سادہ زندگی بسر فرمائی، زمانہ خلافت فاروقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ مدائن کے گورنر تھے، ان دنوں آپ کا لباس اسقدر سادہ ہوتا کہ ایک دفعہ مدائن کے بازار سے گزر رہے تھے ایک شخص نے آپ کو کمبل پہنے دیکھا اور مزدور سمجھ کر آپ سے اپنا سامان اُٹھوایا اور چل پڑا، آپ نے یہ نہ بتایا کہ میں کون ہوں راستے میں ایک شخص نے جو آپ کو پہچانتا تھا، کہا کہ اے امیر آپ نے یہ بوجھ کیوں اُٹھایا، اس پر پہلے شخص کو معلوم ہوا کہ آپ امیر شہر ہیں، وہ قدم پکڑ کر معافی کا خواستگار ہوا، آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں، تیرا اسباب مکان تک پہنچا کر ہی واپس ہونگا۔

ایک دفعہ ایک شخص نے آپ کو گالی دی، آپ نے فرمایا: اگر قیامت کے دن میرے گناہوں کا پلہ بھاری ہوگا تو جو تو کہتا ہے میں اس سے بھی بدتر ہوں، اگر میرے گناہوں کا پلہ ہلکا ہوگا تو تیری بات سے مجھے ڈر نہیں۔

4۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی 107ھ)

حضرت قاسم بن محمد کبار تابعین میں سے ہوئے اور آپ کو خرقہ ارادت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ آپ کو مدینہ کے فقہائے سبعہ میں شمار کیا جاتا ہے۔

یحیٰ بن سعد فرماتے ہیں کہ میں نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جسے حضرت قاسم بن محمد

پر فضیلت دوں، طبقات ابن سعد میں ہے کہ ایک بار اموی خاندان کے کچھ لوگ اکٹھے ہو کر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمتہ اللہ علیہ کے پاس آئے اور شکوہ کیا کہ آپ کے پیشِ رو خلفاء جو مراعات ہم سے روا رکھتے تھے، وہ آپ نے کیوں نظر انداز کر دیں، اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز ناراض ہوئے اور کہا کہ میں قاسم بن محمد کو خلافت کا اہل سمجھتا ہوں اور میں ان کو ولی عہد نامزد کر دونگا، تاہم قبل اس کے کہ آپ اس ضمن میں عملی اقدام کرتے، آپ کو زہر دے کر مار ڈالا گیا۔(۱)

5- حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی:148ھ)

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خرقۂ ارادت حضرت قاسم بن محمد سے عطا ہوا، حضرت امام جعفر الصادق اپنے وقت کے نامور فقہاء اور اصفیاء کے استاذِ الشریعہ والطریقہ ہوئے، آپ کے شاگردوں میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام محمد بن اسحاق وغیرہ شامل ہیں۔

ایک روز آپ اپنے خادموں کے درمیان بیٹھے تھے فرمانے لگے کہ آؤ آپس میں قول واقرار کریں کہ ہم میں سے جس کو نجات ہو وہ سب کی شفاعت کرے گا، سب نے عرض کیا اے فرزند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو ہماری شفاعت کی کیا ہے۔ آپ کے جدِ امجد شفیع خلائق ہیں۔ فرمایا: مجھے اپنے افعال سے شرم آتی ہے کہ ان کو لے کر اپنے جدِ امجد کے روبرو جاؤں۔

اور ارشاد فرمایا: بہت سے ایسے گناہ ہیں۔ جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالی کے نزدیک ہو جاتا ہے اور بہت سی ایسی عبادتیں ہیں جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے۔(۲)

امام جعفر صادق نے امام ابوحنیفہ سے پوچھا: صاحبِ عقل کی کیا تعریف ہے: امام

اعظم نے عرض کی: عقل مند وہ ہے جو خیر اور شر میں فرق کر سکے، امام صاحب نے فرمایا:

یہ امتیاز تو جانور بھی کر لیتے ہیں کہ مارنے اور چارہ کھلانے والے میں تمیز رکھتے ہیں۔

امام ابوحنیفہ نے سوالیہ نگاہوں سے چہرہ امام صادق دیکھا، امام جعفر الصادق نے فرمایا:

عقل مند وہ ہے جو دو خیروں اور دو شروں میں امتیاز کر سکے: اگر دو بھلائیاں ہو تو بہتر بھلائی کا انتخاب کرے اور اگر دو برائیاں ہوں تو کم برائی اختیار کرے (بصورت مجبوری)۔

6- حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 261ھ)

حضرت بایزید بسطامی کو خرقہ روحانیت حضرت امام جعفر الصادق کی بارگاہ سے عنایت ہوا، آپ کا اصل نام طیفور بن عیسیٰ ہے اور آپ کنیت بایزید سے مشہور ہوئے۔ حضرت امام جعفر الصادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ سے آپ کو خرقہ روحانیت بطریق اویسی حاصل ہوا۔ آپ تیس سال تک شام کے جنگلات میں ریاضت کرتے رہے، جب نماز پڑھتے تو خوفِ الٰہی کے سبب آپ کے سینے کی ہڈیوں سے ایسی آوازیں نکلتی جو لوگوں کو بھی سُنائی دیتی۔ ایک بار آپ سے ریاضت کے بارے سوال ہوا تو فرمایا: ایک بار میں نے نفس کو کسی طاعت کی طرف بلایا مگر وہ نہ مانا، اس پر میں نے اسے ایک سال پیاسا رکھا۔

آپ کے اقوال پر مشتمل ایک کتاب، "کتاب النور فی کلمات ابی یزید طیفور" ملتی ہے۔ جسکی تالیف فضل بن محمد بن علی نے کی۔ ایک آتش پرست سے کسی نے کہا کہ تو مسلمان ہو جا اس نے جواب دیا۔ کہ اگر مسلمانی وہ ہے جو بایزید میں ہے تو وہ مجھ سے نہیں ہوتی اور اگر وہ ایسی ہے جیسے تم میں ہے تو اسکی مجھے حاجت نہیں۔

کسی نے دریافت کیا کہ آپ بھوک کی اس قدر تعریف کیوں کرتے ہیں۔

فرمایا: اگر فرعون بھوکا ہوتا تو انا ربکم الاعلیٰ (میں تمہارا اعلیٰ رب ہوں) نہ کہتا۔

آپ کے گھر اور مسجد کے درمیان چالیس قدم کا فاصلہ تھا مگر مسجد کی تعظیم کے پیشِ نظر کبھی راہ میں نہ تھوکا۔ آپ ادب کے پیشِ نظر نماز کے لیے الگ اور گھریلو مصروفیات کیلیے الگ لباس رکھتے۔

آپ مکہ مکرمہ سے واپس آ رہے تھے کہ ہمدان کے مقام پر آپ نے کسم کا بیج خریدا اور اسے خرقہ میں باندھ لیا۔ بسطام میں آ کر کھولا تو اس میں چند کیٹرے نظر آئے، فرمایا: میں نے انہیں بے وطن کیا ہے، یہ کہہ کر واپس ہمدان آئے اور ان کیڑوں کو انکی اصل جگہ پہنچایا۔ (۳)

7۔ حضرت ابوالحسن خرقانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 425 ھ)

حضرت خواجہ ابوالحسن خرقانی نے خرقہ ارادت اپنے شیخ حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے پہنا تھا۔ حضرت ابوالحسن خرقانی نے حضرت خواجہ بایزید بسطامی سے فیض روحانی کی نعمت بطریق اویسی حاصل کی، کیونکہ خواجہ خرقانی کی ولادت حضرت بایزید بسطامی کے بعد ہوئی، حضرت خرقانی کا معمول تھا کہ عشا کی نماز خرقان میں باجماعت ادا کرنے کے بعد بسطام میں حضرت بایزید کے مزار پر چلے جاتے اور تمام رات مراقبہ وتوجہ میں اکتساب فیض کرتے اور دعا مانگتے اے اللہ جو خلعت تو نے حضرت بایزید کو عطا کیا وہ ابوالحسن کو بھی عطا فرما۔ پھر واپس آ کر عشاء کے وصف سے ہی فجر کی نماز باجماعت ادا فرماتے، واپسی میں مزار مبارک کی طرف پیٹھ نہ کرتے۔ بارہ برس بعد مزار سے آواز آئی کہ اے ابوالحسن تمہارے بیٹھنے کا وقت آ گیا ہے، عرض کیا کہ میں بے علم ہوں آواز آئی کہ تم نے جو کچھ خدا سے مانگا تمہیں مل گیا۔ واپس پہنچے تو قرآن پاک حفظ تھا اور علوم شرعی اور باطنی آپ پر ظاہر ہو گئے تھے۔ سلطان محمود غزنوی آپ کے ارادت مندوں میں سے تھا، سلطان محمود غزنوی نے قلعہ سومنات کی جنگ کے وقت انتہائی مشکل صورتحال میں جبکہ مسلمان فوجوں کی شکست یقینی لگ رہی تھی۔ سلطان نے حضرت خواجہ کا پیراہن ہاتھ میں لے کر دعا مانگی۔ اے الٰہی

اس خرقہ کے طفیل مجھے ان کفار پر فتح عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت اسے فتح عطا فرمائی، اسی رات سلطان محمود نے حضرت کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا: محمود تو نے ہمارے خرقہ کی آبرو کھودی، اگر تم دُعا کرتے کہ سارا ہندوستان مسلمان ہو جائے تو ہو جاتا''۔

آپ نے فرمایا؛

مجھے تین چیزوں کی انتہا معلوم نہ ہو سکی۔

☆ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے درجات کی انتہا

☆ نفس کے فریب کی انتہا

☆ معرفت کی انتہا

8- حضرت شیخ ابو علی فارمدی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 477 ھ)

آپکا نام فضل بن محمد بن علی اور کنیت ابو علی ہے، آپ کا تعلق فارمد سے تھا، آپ کی روحانی نسبت حضرت شیخ ابو الحسن خرقانی سے ہے۔ ظاہری علوم آپ نے اپنے زمانہ ما کے اکابر علماء سے حاصل کیے۔ جن میں شیخ ابو القاسم قشیری اور امام ابو الحامد الغزالی کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ اپنی تعلیم و تربیت کے بارے میں خود حضرت ابو علی فارمدی نے یوں بیان فرمایا:

ابتدائے جوانی میں مَیں نیشا پور میں علم ظاہری پڑھنے گیا تھا وہاں میں نے ایک دن سُنا کہ شیخ ابو سعید بن ابی الخیر مہینہ بھر سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور وعظ فرماتے ہیں، میں ان کی زیارت کو گیا۔ انکی صورت دیکھ کر مجھے اُن سے اک گونہ عشق ہو گیا۔ اور اس طائفہ کی محبت میرے دل پر غالب ہو گئی۔ ایک روز گھر میں بیٹھا تھا کہ یکا یک میرے دل میں شیخ ابو سعید کی زیارت کا شوق شدت کے ساتھ پیدا ہوا، وہ وقت شیخ کے باہر نکلنے کا نہ تھا، ارادہ کیا کہ ابھی نہ جاؤں مگر صبر نہ ہو سکا۔ ناچار اُٹھ کر باہر گیا، جب چوراہے پر پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ مع مریدوں کے چلے جا رہے ہیں، میں ان کے پیچھے پیچھے ہو لیا، جب وہ ایک جگہ

پہنچے تو میں بھی ان کے ہمراہ وہاں ایک گوشہ میں اس طرح بیٹھ گیا کہ شیخ کی نظر مجھ پر نہ پڑے، وہاں سماع شروع ہوگیا۔ اور شیخ وجد عظیم میں آ گئے، چنانچہ انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، جب آپ سماع سے فارغ ہوئے کپڑے اتارے اور ان کو ٹکڑے ٹکڑے کیا آستین علیحدہ رکھ اور آواز دی کہ اباعلی طوسی کہاں ہے میں نے اپنے دل میں کہا کہ وہ تو مجھے جانتے بھی نہیں اور اس وقت دیکھ بھی نہیں رہے، کوئی اور انکا مرید اباعلی ہوگا۔ جس کو پُکار رہے ہیں۔ یہ سوچ کر خاموش ہوگیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ شیخ نے دوبارہ پکارا۔ مگر میں نے جواب نہ دیا۔ شیخ نے دوبارہ پکارا۔ مگر میں نے جواب نہ دیا۔ تیسری بار جب پکارا تب کسی نے کہا شیخ تمھیں ہی پکارتے ہیں میں اُٹھ کر ان کے پاس گیا تو شیخ نے وہ آستین مجھے دی اور فرمایا کہ جاؤ اسکو اچھی طرح سے بحفاظت رکھنا کہ تو مجھے اس مثل آستین کے ہے۔ میں وہ کپڑا لے کر آداب بجالایا اور بہت حفاظت سے رکھا۔ پر آپ نیشاپور شیخ ابوالقاسم کی بارگاہ پہنچے اور علوم ظاہری کی تکمیل کی، اس کے علاوہ آپ کی صحبت سے حضرت علی بن عثمان المعروف داتا گنج بخش نے بھی اکتسابِ فیض کیا، جسکا ذکر کشف المحجوب میں داتا صاحب نے کیا۔

اس کے بعد خرقۂ ارادت کے حصول کیئے اور باطنی علوم کی تکمیل کے لیے آپ ابوالحسن خرقانی کی بارگاہ پہنچے، شیخ ابوعلی فارمدی کے خلفاء میں دو نامور ہستیاں شامل ہیں۔ خواجہ یوسف ہمدانی جس سے سلسلہ نقشبندیہ ہے اور حضرت احمد غزالی جو امام غزالی کے چھوٹے بھائی تھے۔ مگر روحانی مرتبہ اتنا بلند تھا کہ اپنے شہرہ آفاق بڑے بھائی امام غزالی کے شیخ صحبت تھے۔

9۔ حضرت ابویعقوب یوسف ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 535 ھ)

حضرت خواجہ یوسف ہمدانی نے فیض روحانی کی نعمت کے لیے خرقہ ارادت حضرت ابو

علی فارمدی کی بارگاہ سے حاصل کیا، آپ فرمایا کرتے کہ ''تم اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھو، اگر یہ میسر نہ آئے تو اس شخص کے ساتھ صحبت رکھو جو اللہ تعالیٰ سے صحبت رکھتا ہو، ایک مرتبہ حضرت خواجہ وعظ فرمار ہے تھے، وہاں دو فقیہہ بھی موجود تھے انہوں نے آپ سے کہا کہ تم بدعتی ہو۔ آپ کے منہ سے نکلا خاموش رہو تمہیں موت آئے۔ ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ وہ دونوں اسی جگہ مر گئے، حضرت خواجہ ابو یوسف ہمدانی جب بغداد تشریف لائے تو آپ سے فیض کے حصول کے لیے حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی بھی تشریف لائے، غوثِ پاک نے اپنے حالات ومشکلات بیان کیں۔ حضرت خواجہ نے فرمایا: اے نوجوان، وعظ شروع کرو۔ حضرت جیلانی نے عرض کی۔ یا حضرت میں عجمی ہوں بغداد کے فصحاء عرب کے سامنے کیسے بول سکوں گا فرمایا: آپ وعظ کریں میں آپ میں وہ چیز دیکھ رہا ہوں جسکی اصل اور شاخیں زمین وآسمان میں پھیلی ہوئی ہیں۔

10- حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی قدس اللہ سرہ العزیز (متوفی: 575ھ)

آپ کا شمار خواجہ یوسف ھمدانی کے عظیم خلفاء میں ہوتا ہے۔ آپ خواجگان نقشبندیہ عالیہ میں ممتاز مرتبہ رکھتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام مالک سے ملتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام مالک سے ملتا ہے۔ ایک دن آپ کے پاس حضرت خواجہ خضر علیہ اسلام تشریف لا ہے۔ جہری وخفی ذکر کا طریقہ بتایا اور ذکر خفی کی اجازت دی نیز وقوف عددی سے بھی واقف کیا۔ نقشبندیہ کے اس عالی شان خاندان میں جس شخص نے سب سے پہلے وقوف عددی کے ساتھ ذکر خفی کیا وہ خواجہ عبد الخالق غجدوانی ہیں۔

صاحبِ رشحات فرماتے ہیں: خواجہ عبد الخالق ہر روز ایک وقت کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرتے تھے اور واپس تشریف لے آتے تھے اور یہ آپ کی سب سے بڑی خرق عادت تھی۔

حضرت خواجہ نے اپنے بیٹے خواجہ کبیر الاولیاء کے نام آداب طریقت میں ایک وصیت نامہ لکھا۔اس میں تحریر فرمایا

''اے بیٹے! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں ۔۔۔۔علم ، ادب ، تقویٰ ، اتباع سنت و جماعت اور نماز با جماعت ادا کرنے کی۔۔۔۔

☆ حدیث ، فقہ اور تفسیر کی تعلیم حاصل کرو۔

☆ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔

☆ اپنے احوال کا اشتہار نہ دینا۔

☆ حاکم اور قاضی شہر نہ بننا۔

☆ بادشاہوں کی مجلس نہ کرنا۔

☆ خانقاہ تعمیر نہ کرنا۔

☆ اپنے آپ کو شیخ (پیر) نہ کہلوانا۔

☆ زیادہ سماع نہ سننا، سماع سے انکار بھی نہ کرنا۔

☆ کم کھانا، تھوڑا بولنا، اور کم سونا۔

☆ طلب دنیا میں مصروف نہ ہونا۔

☆ زیادہ رونا اور تھوڑا ہنسنا۔

☆ اپنا ظاہر آراستہ نہ کرنا۔

☆ خلقِ خدا کی خدمت کرنا۔

☆ مشائخ کو جان سے بڑھ کر عزیز جاننا۔

☆ دل کو ہمیشہ دکھی رکھنا۔

اے بیٹے! ہونا تو یہ چاہیے کہ:

- ☆ تیرا بدن لاغر ہو۔
- ☆ تیری آنکھ رونے والی ہو۔
- ☆ تیرا عمل خالص ہو۔
- ☆ تیری دعا میں تضرع ہو۔
- ☆ تیرا لباس پرانا ہو۔
- ☆ تیرا دوست کوئی درویش ہو۔
- ☆ تیرا سرمایہ عبادت ہو۔
- ☆ تیرا سرمایہ عبادت ہو۔
- ☆ تیرا گھر مسجد ہو۔
- ☆ تیرا دل ذاکر ہو۔
- ☆ تیری زبان شاکر ہو۔
- ☆ تیرا مونس ذکر ہو۔
- ☆ تیرا یار فکر ہو۔
- ☆ خواجگان کے طریقہ پر قائم رہنا کہ ''ہوش دردم'' ارو ''حکومت در انجمن رہے'' دلوں کا خیال رکھنا اور خُلق کے ساتھ خُلق سے پیش آنا۔ (۴)

11- حضرت خواجہ عارف ریوگری قدس سرہ العزیز (متوفی: 715ھ)

آپ ترکوں کے عظیم اولیاء ومشائخ میں سے ایک ہیں علم، حلم، تقویٰ، زھد، ریاضت، عبادت اور اتباع سنت میں اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہوئے۔

خرقہ خلافت، خواجہ عبدالخالق غجدوانی رحمتہ اللہ علیہ نے پہنایا، شیخ کی زندگی بھران کے

خدمت گزار رہے، اور استفادہ کیا۔ مرشد کی وفات کے بعد سجادہ ارشاد کو مزین کیا، طالبان حق کی راہنمائی کرتے رہے۔ ایضاً ، ص: 50

12- خواجہ محمود الخیر فغنوی قدس سرہ العزیز (متوفی:717ھ)

آپ کو خرقہ ارادت کی روحانی نعمت خواجہ عارف ریوگری سے حاصل ہوئی، آپ نے گلکاری کا پیشہ زندگی بھر اختیار کیے رکھا۔ آپ حلال کمائی کھاتے تھے اور اس کے لیے ہی یہ پیشہ اپنایا تھا، ذکر خفی کی نسبت، ذکر جہر سے آپ کو لگاؤ تھا۔

چنانچہ ایک روز آپ ''دامکن'' میں مجلس لگائے ذکر جہر میں مشغول تھے اسی دوران بخارا کے عظیم عالم خواجہ حافظ الدین آئے اور سوال کیا کہ آپ کے طریقہ نقشبندیہ میں تو ذکرِ خفی کرتے ہیں۔ اسکا مطلب کیا ہے؟

فرمایا: تاکہ سوئے ہوئے جاگیں، غافل آگاہ ہوں اور غفلت و خواب سے نکل کر راستہ پر آجائیں''

آپ فرمایا کرتے: ''کہ ذکرِ جہر اس شخص کے لئے مناسب ہے، جسکا دل ریا سے، زبان جھوٹ اور غیبت سے، اسکا حلق لقمہ حرام سے اور اسکی آنکھ نظر بد سے اور توجہ بغیر حق سے پاک ہو'' (۵)

13- حضرت خواجہ علی رامیتنی قدس سرہ العزیز (متوفی:721ھ)

آپ شیخ محمود الخیر فغنوی علیہ الرحمتہ کے خلیفہ اور خانوادہ نقشبندیہ ہیں کے ایک بڑے بزرگ ہیں، اس سلسلہ میں آپ کے مقامات بلند اور کرامات عجیب تھیں۔ آپ رزق حلال کیلئے کپڑے بُننے (بافندگی) کا کام کرتے تھے۔

آپ سے پوچھا گیا ''ایمان کیا ہے'' فرمایا الگ ہونا اور جڑنا یعنی دنیا سے الگ ہونا اور حق کے ساتھ پیوستہ ہونا۔

خواجہ اکثر فرمایا کرتے کہ حضرت حسین بن منصور حلاج پھسل گئے تھے۔ اگر اسوقت عبدالخالق غجدوانی کے فرزندوں یعنی مریدوں میں سے کوئی وہاں ہوتا تو بہرحال انکی امداد کرتا اور انہیں مقامات وحدت الوجود سے بلند کردیتا۔(۶)

14- خواجہ سیّد محمد بابا سماسی قدس سرہ العزیز (متوفی:755ھ)

آپ کو خرقہ ارادت کی نعمت روحانی خواجہ عزیز سے حاصل ہوئی، صاحب ''رشحات'' فرماتے ہیں: بابا سماسی نے خواجہ بہاؤالدین نقشبند کو اپنا بیٹا بنایا اور تربیت فرمائی۔ انکی پیدائش سے پہلے جب بھی بابا ہندوؤں کے محل کے پاس سے گزرتے تھے تو فرماتے تھے کہ مجھے اس مٹی سے ایک مرد کی خوشبو آرہی ہے جو امام طریقت ہوگا اور جلد ہی قصر ہندواں، قصر عارفان میں بدل جائے گا۔(۷)

15- خواجہ میر سیّد کلال قدس سرہ العزیز (متوفی:772ھ)

آپ خواجہ محمد سماسی علیہ الرحمتہ کے اجل خلیفہ اور عظیم مرید ہیں۔ آپ کو علم شریعت و طریقت اور حقیقت و معرفت میں اپنے وقت کے اولیاء پر برتری حاصل تھی۔ آپ کی والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ میر کُلال جب میرے بطن میں تھے تو اسوقت اگر کبھی ایک مشتبہ لقمہ حرام بھی کھالیتی تو پیٹ میں درد ہوتا تے کرنے ہی درد ٹھیک ہوتا۔ جب یہ واقعہ کئی بار ہوا تو میں سمجھ گئی کہ یہ اس بچہ کی وجہ سے ہے اس کے بعد میں کھانے میں از حد احتیاط کرتی تھی۔(۸)

16- خواجہ بہاؤالدین شاہ نقشبند قدس سرہ العزیز (متوفی:791ھ)

آپ میر سید کُلاں رحمتہ اللہ علیہ کے کبیر خلفاء میں سے ہیں۔ آپ امام طریقت و حقیقت مقتدائے شریعت اور پیشوائے اہلِ سنت تھے۔ خواجہ بہاؤالدین اگرچہ بظاہر تو سلسلہ، میر سید کلال سے رکھتے تھے۔ مگر آپ نے اویسی فیض خواجہ عبدالخالق غُجدوانی کی روحانیت سے حاصل کیا۔ ایک شخص نے شاہ نقشبند سے کرامت طلب کی۔ آپ نے فرمایا:

یہ کرامت کیا کم ہے کہ اتنی بار زمین پر گناہ کر کے باوجود زمین ہمارے گناہ کے بوجھ سے غرق نہیں ہوئی۔

نقشبند کہلانے کی وجہ:

نقشبند کے لفظی معنی مصور کے ہیں اس لقب سے مراد ہے: ''علم نہی کی لاثانی تصویر کھینچنے والا'' صاحب مفتاح المعیہ نے اسکی صوفیانہ توجیہ یوں کی ہے ''اپنے دل میں کمال حقیقی کا نقش رکھنے والا'' بعض صوفیاء نے کہا:

کہ اللہ تعالی کا نقش لوگوں کے دلوں پر بٹھانے کی وجہ سے نقشبند مشہور ہوئے۔(۹)

17- خواجہ علاؤالدین عطار قدس سرہ العزیز (متوفی: 802 ھ)

آپ کو خرقہ ارادت حضرت شاہ نقشبند کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ آپ کو حضرت شاہ نقشبند سے رشتہ دامادی بھی تھا۔ بچپن سے ہی آپ کی طبیعت فقر کی طرف مائل تھی۔ آپ کے وصال کے بعد ایک نابینا درویش مرید نے خواجہ کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے فرمایا ''جو کچھ ہمیں اللہ تعالی نے عزت دی ہے، وہ تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتی۔ سب سے کم درجہ کی عزت یہ ملی ہے۔ کہ مجھے حکم ملا ہے۔ کہ ''تیری قبر سے چالیس فرسنگ تک جو شخص بھی دفن ہوگا اسے میں تیری شفاعت سے بخش دوں گا''۔(۱۰)

18- حضرت خواجہ یعقوب چرخی قدس سرہ العزیز (متوفی: 851 ھ)

آپ بھی خواجہ شاہِ نقشبند کے اصحاب و احباب میں سے ہیں خرقہ ارادت آپ کو حضرت خواجہ علاؤالدین عطار سے عطا ہوا۔ خواجہ یعقوب فرماتے ہیں کہ میں پہلی بار جب خواجہ بہاؤالدین کی خدمت میں حاضر ہوا اور مرید ہونے اور بیعت کرنے کی خواہش ظاہر کی تو خواجہ نے فرمایا ''ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کرتے۔ آج رات استخارہ کریں گے اگر تجھے قبول کرلیا گیا تو ہم بھی تجھے قبول کرلیں گے۔ میں نے وہ رات بڑی بے قراری میں

گزاری اور اتنی سخت میں نے پوری زندگی میں نہیں گزاری تھی اس خیال سے کہ میں مقبول ہوتا ہوں یا مردود۔ علی الصباح، حضرت خواجہ کی خدمت میں پھر حاضر ہوا۔ مجھے دیکھ کر مسکرا کر فرمایا'' میں نے قبول کیا۔ پیران عظام اور جناب الٰہی نے قبول فرمایا'' پھر مجھے بیعت کیا اور تلقین سے سرفراز فرمایا۔ پھر مجھے خواجہ علاؤالدین عطار کے سپرد کر دیا۔ میں نے ان کے سایہ عاطفت میں تکمیل وتربیت پائی۔(۱۱)

19- خواجہ ناصرالدین عبیداللہ بن محمود بن شہاب الدین احرار نقشبند قدس سرہ العزیز (متوفی: 895 ھ)

خواجہ عبیداللہ احرار نے سلسلہ نقشبندیہ میں خواجہ بزرگ حضرت شاہ نقشبند کے بعد سب سے زیادہ شہرت پائی، آپ کا اسمِ گرامی عبیداللہ اور لقب ناصرالدین ہے، دوسرا لقب جو زیادہ مشہور ہے خواجہ احرار ہے۔ اہلِ طریقت کی اصطلاح میں ''حر'' (جمع احرار) اسے کہتے ہیں جو حق تعالیٰ کی عبودیت میں کمال اور غیر اللہ کی غلامی سے مکمل آزادی حاصل کرے۔ نوعمری میں ہی آپ مشائخ کے مزارات پر حاضری دیا کرتے تھے۔ اگرچہ خواجہ احرار کو بہت سے بزرگوں سے نسبت طریقت تھی مگر آپ کو طریقت میں خاص نسبت حضرت یعقوب چرخی سے تھی۔ حضرت خواجہ احرار فرمایا کرتے:

''پیر وہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی میں فنا ہو گیا'' اور ''مرید وہ ہے کہ ارادت کی تاثیر سے اسکی ساری خواہشات جل گئی ہوں۔

20- حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہ العزیز (متوفی: 936 ھ)

آپ سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم شیخ اور اپنے عہد کے بڑے عالم تھے۔ خواجہ عبیداللہ احرار کے اجل خلیفہ، محرم راز، عاشق جانباز اور مقبول ومحبوب تھے۔ آپ کے فضائل لاتعداد اور مناقب بے شمار ہیں۔ آپ کا مزارِ پُرانوار رخش میں مرجعِ خلائق ہے۔

21- حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز (متوفی: 970 ھ)

آپ حضرت خواجہ محمد زاہد قدس سرہ العزیز کے نامور ساتھی اور خلیفہ تھے۔علوم ظاہری و باطنی کے جامع اور رموز صوری و معنوی کے واقف تھے۔ صاحب ''تذکرۃ الاولیاء'' فرماتے ہیں کہ بیعت سے پہلے خواجہ محمد درویش رحمتہ اللہ علیہ نے پندرہ سال زہد و ریاضت میں گزار دیے اور کھائے پیے اور سوئے بغیر، تجرید وتفرید کی حالت میں ویرانوں میں رہے ایک روز بھوک سے سخت مجبور تھے آسمان کی طرف منہ کیا، فوراً حضرت خواجہ خضر علیہ السلام تشریف لائے اور کہا اگر صبر و قناعت مطلوب ہے تو خواجہ محمد زاہد کے پاس چلے جاؤ، وہ تمہیں صبر و قناعت سکھائیں گے، پس وہ انکی طرف روانہ ہوئے، حاضر ہوئے اور تکمیل پائی۔ (۱۲)

22- حضرت خواجہ مولانا خواجگی امکنگی قدس سرہ العزیز (متوفی: 1008 ھ)

حضرت مولانا خواجگی خواجہ درویش محمد کے فرزند اور خلیفہ تھے۔اسم مبارک خواجگی سے مراد ''منسوب بہ خواجہ'' ہے۔ آپ مخلوق سے اپنی کرامات اور شرافت وعظمت کو ہمیشہ چھپاتے اور اپنے حالات پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے۔

آپ نے فرمایا:

''درویشوں کے پاس جائز کاموں کی نیت کر کے بھی نہیں آنا چاہیے کیونکہ ان لوگوں کے احوال مختلف اوقات میں مختلف ہوتے ہیں۔اور وہ بسا اوقات ایسی باتوں کی طرف متوجہ نہیں ہوتے ایسی حالت میں آنے والا بد اعتقاد ہو کر نقصان اُٹھاتا ہے اور انکی برکات سے محروم رہتا ہے۔درویشوں کے پاس صرف اللہ کے لیے آنا چاہیے تاکہ انکے باطن سے حصہ مل سکے۔'' (۱۳)

23- خواجہ باقی باللہ قدس سرہ العزیز (متوفی: 1012 ھ)

آپ کا اصل نام رضی الدین تھا لیکن اپنے لقب محمد باقی باللہ سے مشہور ہوئے، آپ

اپنے وقت کے بزرگ، مقتدیٰ زمانہ اور امامِ عہد تھے، ظاہری و باطنی کمالات سے آراستہ اور جذب وعشق ومحبت سے پیراستہ تھے۔ زہد وتقویٰ سے معروف اور اوصاف کریمہ سے موصوف تھے۔ خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے اویسی نسبت تھی اور ظاہری نسبت خواجہ امکنگی سے۔

آپ فرمایا کرتے: ''پیر تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک پیر خرقہ، دوسرا پیر تعلیم اور تیسرا پیر صحبت: پیر خرقہ وہ ہے جو خرقہ پہنا کر خلافت عطا کرتا ہے، پیر تعلیم ذکر کی تعلیم دینے والے کو کہتے ہیں اور پیر صحبت وہ ہے جس کی صحبت میں رہ کر روحانی ترقیاں حاصل کی جائیں۔ ہندوستان میں چشتیہ وکبریہ میں دارومدار پیر خرقہ پر ہے اور وہ کسی شخص کیلئے کئی پیروں کو تسلیم نہیں کرتے پھر فرمایا: پیر خرقہ متعدد نہیں ہوتے (صرف ایک ہونا چاہیے) لیکن پیر تعلیم اور پیر صحبت کئی ہوسکتے ہیں''

ایک روز خواجہ باقی باللہ نے امام کے پیچھے الحمد پڑھنی شروع کردی اسی وقت حضرت امام ابوحنیفہ کی روح پرفتوح ان کے سامنے ظاہر ہوئی اور فرمایا ''یا شیخ میرے مذہب میں چھوٹے بڑے بہت اولیاء داخل ہیں تمام نے باتفاق علماء دین امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنا چھوڑا ہے لہٰذا اس کا ترک کرنا ہی مناسب ہے''

خواجہ باقی باللہ کم کھاتے اور کم سوتے اور ہر روز نماز کے بعد سے لے کر نمازِ تہجد تک دو قرآن ختم کرتے۔ (۱۴)

24-امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس العزیز (متوفی: 1034 ھ)

آپ عالمِ راسخ، غوث العالمین، قطب الاقطاب، صاحب خوارق وکرامات، وارث کمالات نبویہ، مزین اطوارِ احمدیہ، عارج معارج نقشبندیہ ہیں۔ آپ سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ کے امام ہیں۔ ''مکتوبات احمدیہ'' آپ کی مشہور ومعروف کتاب ہے ''ایک دن مراقبہ میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ میں تیرے پاس اس لیے

آیا ہوں کہ تجھے ایک ایسا اجازت نامہ لکھ کردوں جواب تک میں نے کسی کے لیے نہیں لکھا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ لکھ کر مجھے بشارت دی کہ میں جس شخص کی بھی نمازِ جنازہ پڑھوں گا، اس میت کو بخش دیا جائے گا اور بہشت میں داخل کیا جائے گا۔"

شیخ احمد سرہندی کو سلسلہ نقشبندیہ میں نسبت وارادت حضرت خواجہ باقی باللہ، سلسلہ قادریہ میں حضرت شاہ سکندر قادری اور سلسلہ چشتیہ اور سہروردیہ کا فیض خواجہ شیخ عبدالاحد سے حاصل کیا تھا۔

25- خواجہ محمد معصوم قدس العزیز (متوفی: 1079 ھ)

آپ حضرت خواجہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے بیٹے تھے اور خرقہ ارادت بھی آپ کو امام ربانی نے خود عطا فرمایا۔ آپ فرمایا کرتے معرفت دو قسم کی ہے۔

پہلی قسم استدلال سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری کشف وشہود سے پہلی قسم دائرہ علم میں داخل ہے اور دوسری دائرہ حال میں۔ آپ فرماتے کہ امام احمد بن جنبل رحمتہ اللہ علیہ اپنے علم واجتہاد کے باوجود حضرت بشر حافی کی رکاب میں چلتے تھے۔ حضرت بشر حافی کی رکاب میں چلتے تھے شاگردوں نے کہا آپ جیسا عالم اس شوریدہ سر کے پیچھے چلتا ہے۔ انہوں نے فرمایا میں ان علوم کو اس سے بہتر جانتا ہوں مگر وہ خدا کو مجھ سے بہتر جانتا ہے۔

26- حضرت خواجہ شیخ سیف الدین قدس سرہ العزیز (متوفی: 1096 ھ)

آپ خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمتہ کے بیٹے تھے۔ آپ علوم ظاہری و باطنی اور کمالات صوری ومعنوی کے جامع تھے۔ زہد وورع، تقویٰ وعبادت اور اتباع شریعت میں بے مثال تھے۔ آپ کو خرقہ خلافت حضرت خواجہ محمد معصوم کی بارگاہ سے عطا ہوا۔

27- حضرت خواجہ محمد محسن قدس العزیز (متوفی: 1147 ھ)

آپ شیخ عبدالحق محدث دھلوی کی اولاد میں سے تھے اور اکتساب فیض حضرت شیخ محمد

معصوم اور حضرت خواجہ سیف الدین سے کیا۔ آپ کو علوم ظاہری و باطنی میں کمال حاصل تھا۔

28- حضرت خواجہ سیّد نور محمد بدایوانی قدس العزیز (متوفی:1135 ھ)

حضرت خواجہ نور محمد خاندان سادات کے چشم و چراغ تھے۔ علوم ظاہری میں فقیہہ کامل کا درجہ رکھتے تھے۔ خواجہ محمد محسن سے خرقہ خلافت پہنا۔

آپ کا ایک مخلص خواہشات نفسانی سے مغلوب ہوکر زنا کا مرتکبہونے والا تھا کہ اچانک آپ کی مثالی صورت ظاہر ہوئی اور عورت خائف ہوکر ایک کونے میں چھپ گئی اور وہ شخص گناہ سے باز رہ کر تائب ہوا۔

29- حضرت خواجہ مرزا مظہر جان جاناں رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1195 ھ)

آپ کا سلسلہ نسب 28 واسطوں سے محمد بن حنیفہ کے توسط سے حضرت علی کرم اللہ وجیہ الکریم سے ملتا ہے۔ آپ کو خرقہ ارادت کی روحانی نعمت حضرت سید نور محمد بدایونی کی بارگاہ سے عطا ہوئی۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دھلوی آپ کے ہم عصر تھے اور آپ کی نسبت فرماتے کہ اس وقت روئے زمین پر حضرت مرزا مظہر جان جاناں کی مثل کوئی ولی موجود نہیں۔ آپ کے خلفاء میں حضرت غلام علی دھلوی اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے زیادہ شہرت پائی۔

30- حضرت خواجہ شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہ العزیز (متوفی: 1240 ھ)

آپ حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمتہ کے عظیم خلیفہ ہیں۔

آپ فرمایا کرتے:

فقیر کی 'ف' سے مراد فاقہ 'ق' سے قناعت، 'ی' سے یاد الٰہی اور 'ر' سے رحمت حاصل ہوتی ہے، ورنہ 'ف' سے فضیحت، 'ق' سے قہر، 'ی' سے یاس اور 'ر' سے رسوائی ملتی ہے۔

حضرت خواجہ غلام علی دھلوی کی ذات سے سلسلہ نقشبندیہ کا فیض اس قدر جاری ہوا کہ شاید کہ کسی شیخ سے انکی زندگی میں جاری ہوا ہو، ہندوستان کے علاوہ افغانستان، وسط ایشیاء، عرب، عراق، روم اور کرستان تک آپ کے خلفاء پھیلے۔

شیخ خالد کُردی نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ سے اشارہ پا کر مدینہ منورہ سے دہلی آئے اور نو ماہ میں خلافت پا کر واپس ہوئے، شیخ ضیاء الدین خالد کردی کی بدولت سلسلہ نقشبندیہ کو شام، روم اور کروستان میں خوب فروغ ملا۔(۱۵)

31-غوث آوان قُطب زمان حضرت شاہ ابُوسعید احمدیؒ رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1250 ھ)

آپ کی پہلی بیعت حضرت شیخ درگاہی رحمتہ اللہ تعالیٰ سے ہے جو کہ حضرت شاہ جمال اللہ کے خلیفہ تھے، اور وہ شاہ قطبُ الدین کے خلیفہ تھے۔ اور وہ حضرت خواجہ محمد بن زبیر رحمتہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ تھے۔ آپ نے ان سے نسبت قادریہ حاصل کی اور خلافتِ خاصہ سے سرفراز کیے گئے۔ بعدہ حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہُوئے۔ آپ نے اُن کو اپنی مسند پر بٹھایا اور اپنا خلیفۂ اعظم بنایا۔ مشرق و مغرب کے لوگ حصول فیوض و برکات کی غرض سے آپ کے حضور حاضر ہوتے۔

32-حضرت شاہ احمد سعید احمدیؒ رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1277 ھ)

اسمِ مُبارک ''احمد سعید''۔ لقب ''سراج الاولیاء''۔ اور کنیت ''ابوالمکارم'' آپ حضرت شاہ ابوسعید رحمتہ اللہ تعالیٰ کے فرزندِ اکبر ہیں۔ اور حضرت شاہ غلام علی رحمتہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں۔

والدِ بزرگوار کے انتقال کے بعد حضرت قبلہ شاہ صاحب کی مسندِ ارشاد پر بیٹھے۔

آخر 1274ھ میں تمام اہل و عیال سمیت دہلی سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی۔

اس شہرِ محبوب میں آپ نے طریقۂ عالیہ نقشبندیہ کی خوب ترویج واشاعت فرمائی۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر جامِ معرفت نوش کیے۔

33- حضرت حاجی دوست محمد قندھاری ثم دامانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 1284 ھ)

آپ افغان یوسف زئی قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ ''قندھار'' کے علاقہ میں پیدا ہُوئے۔ بلادِ عراق میں نشونما پائی۔

سلسلۂ عالیہ میں داخل ہونے سے پہلے ہی آپ نے حقائقِ ملکوت کو مسخّر کرلیا تھا۔ یکتائے زمانہ ہونے کے باعث خاص وعام میں قبولیتِ عامہ حاصل کرچکے تھے۔ جب آپ فردِ وحید حضرت شاہ احمد سعید مُجددی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی خدمتِ اقدس میں حاضِر ہوئے تو اپنی اِستعداد وصلاحیت اور شیخِ فیاض کی صحبت سے تمام مشہور سلاسل میں خلافتِ عظمیٰ کا شرف حاصل کیا اور خلقِ خدا کے لیے فیوض وبرکات کے دروازے کھول دیے۔

حضرت شاہ احمد سعید رحمہ اللہ تعالیٰ نے بوقتِ ہجرت حاجی صاحب کو اپنا جانشین مطلق بنا کر تمام املاک منقولہ، غیر منقولہ خانقاہ شریف کتب خانہ اور مُریدین ہند وخراسان آپ کے حوالہ کیے۔ اور اس سِلسلے میں اپنے مبارک ہاتھوں سے فرمان بھی تحریر فرمایا۔(۱۶)

34- حضرت خواجہ محمد عثمانی دامانی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 1314 ھ)

آپ حضرت دوست محمد قندھاری کے خلیفہ ہیں۔ آپ نے نظم اور صرف ونحو کی تعلیم مختلف اساتذہ سے حاصل کی۔ فقہ کی چند کتابیں ڈیرہ اِسماعیل خان میں پڑھیں۔ کتبِ اُصول کی تعلیم ''چودھواں'' میں حاصل کی۔ بیعت ہونے کے بعد عِلمِ حدیث اپنے پیرروشن ضمیر سے پڑھا۔ اٹھارہ سال چار ماہ تیرہ روز اپنے پیر ومُرشد کی خدمت میں حاضر رہ کر فیوضاتِ باطنی سے مستفیض ہُوئے۔ اور طریقۂ نقشبندیہ مجّددیہ کے تمام مقامات طے فرمائے۔ خراسان، دامان، ہند، سِندھ اور بلادِ پنجاب کے ہزارہا اِنسان آپ کی ذاتِ

بابرکات سے فیض یاب ہوئے اُنیس سال دو ماہ مسندِ ارشاد پر جلوہ فگن رہ کر طریقۂ عالیہ کی خوب ترویج واشاعت فرمائی۔(۱۷)

35- حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1333 ھ)

آپ حضرت خواجہ محمد عثمان رحمتہ اللہ علیہ کے فرزدِار جمند ہیں۔آپ نے قرآنِ مجید مُلا شاہ محمد صاحب اخوند چودھواں والے سے پڑھا۔نثر، نظم فارسی، عِلمِ صَرف، نحو، منطق، عقائد، معانی، قرأت اور فِقہ جناب مولانا مولوی محمود شیرازی صاحب سے حاصل کیے۔ تصوّف کی تمام کِتابیں اپنے والدِ ماجد رحمتہ اللہ علیہ سے پڑھیں۔

7 رَبیع الاوّل 1314 ھ کو حضرت خواجہ محمد عثمان رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی حیات میں ان کو حلقہ کرنے کا حکم دیا۔

36- حضرت خواجہ حاجی غُلام حسن سواگ رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1358 ھ)

آپ کی ولادت ڈگر سواگ تھل، جو قصبہ ''کروڑ'' سے تین میل کے فاصلہ پر ہے، میں ہوئی۔بچپن ہی میں آپ سایۂ پدری و مادری دونوں سے محروم ہوگئے۔مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل وکرم سے آپ کی تربیت فرمائی۔آپ عُلماءِ زمان سے مکمل عِلمِ دین حاصل کیا۔ عُلومِ دِینیہ کی تحصیل سے فارغ ہونے کے بعد قطبِ زمان، قیوم دَوران، حضرت خواجہ محمد عثمان رحمتہ اللہ علیہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر شرفِ بیعت حاصل کیا۔نو سال کا عرصہ اپنے پیرِ بزرگوار کی خدمت میں رہ کر عُلومِ باطنی کی تحصیل فرمائی۔اور آپ سے اِجازت و خلافت حاصل کر کے وطن واپس تشریف لائے۔اور لوگوں کو وعظ ونصائح کے ذریعہ اِتباعِ شریعت کی ترغیب دینے لگے۔حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں آمدورفت رہی۔اور غلامی وخدمت کا آپ نے حق ادا کردیا۔اور آپ نے سلسلۂ عالیہ کی اِشاعت اِس طرح فرمائی جِس کی مثال نہیں مِلتی۔(۱۸)

37-قدوۃُ الاصفیاء حضرت ثانی لاثانی خواجہ غلام محمد سواگوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1382ھ)

آپ حضرت خواجہ فقیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے فرزندار جمند اور حضرت خواجہ غلام حسن صاحب پیر سواگ رحمتہ اللہ علیہ کے پوتے ہیں۔ حضرت خواجہ غلام حسن رحمتہ اللہ علیہ کو آپ سے بڑی محبت تھی۔ اب سفر و حضر میں حضرت ثانی صاحب کو ساتھ رکھتے۔ تمام کُتب متداولہ پڑھیں۔ ظاہری علوم سے فراغت کے بعد حضرت پیر سواگ نے آپ کو ولایتِ کبریٰ تک تدریجاً سبق عطا فرمائے۔ اور 1356ھ میں عیدِ میلادُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر آپ کی رسمِ دستار بندی ہوئی۔

38-قُدوۃُ السالکین حضرت خواجہ محمد عبد الغفور دریا شریف المعروف حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:1397ھ) دیکھیئے: سلسلہ قادریہ

39-حضرت باباجی محمد مظہر قیوم قدس سرہ العزیز (متوفی:1430ھ) ایضاً

حواشی فصل دوم

۱۔ تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص:151

۲۔ ایضاً، ص: 158

۳۔ ایضاً، ص:168

۴۔ دیکھئے: خزینہ الاصفیاء ، ص:37-35

۵۔ ایضاً ، ص:51

۶۔ ایضاً، ص:54

۷۔ ایضاً، ص:57

۸۔ ایضاً ، ص:59

۹۔ پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص:455

۱۰۔ خزینتہ الاصفیاء ، ص:67

۱۱۔ ایضاً، ص:90-89

۱۲۔ ایضاً ، ص:145

۱۳۔ تاریخ مشائخ نقشبندیہ، ص:330 - 332

۱۴۔ تذکرۃ الاصفیاء، ص:149

۱۵۔ تاریخ مشائخ نقشبندیہ ، ص:471

۱۶۔ فیوضاتِ حسنیہ ، ص:394

۱۷۔ ایضاً ، ص: 396

۱۸۔ ایضاً ، ص:398

فصلِ سوم

حالاتِ زندگی

مشائخ چشتیہ مظہریہ

1- نبیؐ دوعالم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ: دیکھیئے سلسلہ قادریہ

2- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم (متوفی:40 ھ): ایضاً

3- حضرت خواجہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:110 ھ): ایضاً

4- حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:170 ھ)

شیخ شیوخ العصر، علامہ الدہر، قطب العالم خواجہ عبدالواحد زید رحمتہ اللہ علیہ کہ صاحبِ کرامات اور درجات عالی پر فائز تھے۔ اُنھوں نے خرقۂ ارادت خواجہ حسن بصری سے پہنا تھا۔ شرفہ اللہ بالروح والراحتہ۔

منقول ہے آخر عمر میں خواجہ عبدالواحد زید مفلوج ہو گئے تھے۔ ایک دن نماز کا وقت آ گیا۔ آپ کے پاس کوئی نہ تھا۔ کہ آپ کو وضو کرائے، یہاں تک کہ نماز کا وقت قضا ہونے لگا۔ خواجہ عبدالواحد زید قدس اللہ سرہ العزیز نے بارگاہِ رب العزۃ میں دعا کی، الٰہی! مجھ کو اس قدر قوت عطا فرما کہ میں وضو کر سکوں۔ جب میں وضو کر چکوں تو پھر تیرا حکم جو بھی ہو میرے سر آنکھوں پر ہے۔ چنانچہ خواجہ صاحب اُسی وقت صحت یاب ہو گئے۔ جب وہ وضو اپنے حسبِ منشا کر چکے اور اپنے بستر پر آئے تو پھر اُسی طرح مفلوج ہو گئے۔ (۱)

5- حضرت ابوعلی الفضیل ابن عیاض رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:170 ھ)

اہلِ دل کے بادشاہ، درگاہِ وصلت کے سلطان، ولایت کے آسمان، درایت آفتاب،

کثیر الفضائل ابوعلی الفضیل ابن عیاض قدس اللہ سرہ العزیز، جومشائخ کبار میں سے تھے اور زمانے کے سردار تھے، جلدی رونے والے، ہمیشہ غمگین اور نہایت غور وفکر کرنے والے تھے۔اُنھوں نے خرقۂ ارادت خواجہ عبدالواحد زید سے پہنا تھا۔

آپ نے ارشاد فرمایا:

اذااحباللہ عبداً اکثرغمه فاذا ابغض عبد أوسع عليه دنيا

جب خدا کسی بندے کو دوست رکھتا ہے۔تو اس کے غم زیادہ کر دیتا ہے۔اور جب خدا کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے۔تو اُس کی دنیا کو وسیع کر دیتا ہے۔

آپ فرمایا کرتے کہ بہت سے لوگ ہنس رہے ہیں۔حالانکہ اُن کے کفن بازار میں آچکے ہیں۔

منقول ہے کہ خواجہ فضیل ابن عیاض ابتداء رہزنی کرتے تھے۔ایک مرتبہ اُنھوں نے تاجروں کے ایک قافلے کو لوٹا۔اس قافلے میں ایک قاری نے یہ آیت پڑھی:

المريان للذين امنوا ان تخشع قلوبهم لذكر الله۔

کیا ان لوگوں کے لیے جو ایمان لائے ہیں، اب بھی وقت نہیں آیا کہ اُن کے قلوب اللہ کے ذکر کے لیے جھک جائیں۔

حضرت فضیل نے اس آیت کو سُننے کے بعد کہا، اے رب وہ وقت آ گیا ہے۔پھر آپ پر رقت طاری ہوئی اور فوراً اس پیشے سے توبہ کی اور تاجروں کا سارا لوٹا ہوا مال واپس کر دیا۔پھر امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں کوفہ حاضر ہوئے اور اُن کی خدمت میں رہے اور بہت سے اولیا کی زیارت کی۔آپ کا مزار مبارک جنت المعلیٰ (مکہ مکرمہ) میں ہے۔(۲)

6-حضرت خواجہ ابراہیم ادہم قدس سرہ العزیز (متوفی:180ھ)

سلطان السالکین، مقرب حضرت رب العالمین، تارکِ مملکت، دنیا صاحبِ سلطنتِ

عقبیٰ، ظل اللہ فی العالم خواجہ ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ العزیز جو تمام معاملات و اصناف میں حقائق اشیا کے مشاہدہ کرنے میں کمال رکھتے تھے اور تمام عالم میں مقبول تھے، اکثر مشائخ کبار کو آپ نے دیکھا تھا اور خرقۂ ارادت خواجہ فضیل سے پہنا تھا۔ اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں رہے۔ حضرت امامِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ ان کو سیدنا ابراہیم ادہم قدس اللہ سرہ کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔

منقول ہے کہ ایک روز خواجہ ابراہیم ادہم کوہ بوقُبیس پر بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ اگر اولیا اللہ میں سے کوئی ولی پہاڑ کو حکم دے کہ وہ ہل جائے، وہ فوراً ہل جائے گا۔ ابھی یہ بات آپ کہہ ہی رہے تے کہ پہاڑ ہلنے لگا۔ آپ نے اپنے پائے مبارک کو زور سے زمین پر مارا اور فرمایا کہ ٹھہر جا میں نے تو اپنے دوستوں کے سامنے ایک مثال بیان کی تھی۔ (۳)

7- حضرت خواجہ سدید الدین حذیفہ مرعشی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:252ھ)

صاحبِ فضل واحسان، اکرم اہلِ ایمان، ملک الاولیاء، امام الفقراء شیخ العصر، علامہ الدہر، سرمستِ جام بے غشی خواجہ حذیفہ المرعشیٰ خصہ اللہ بالعفو والرضوان اپنے زمانے کے سردار اور مشائخ کبار میں سے تھے۔ آپ نے خرقہ ءارادت حضرت خواجہ ابراہیم ادہم سے پہنا تھا اور سالہا سال وہ سفر وحضر میں آپ کی خدمت میں رہے تھے۔

نیز آپ کا قول ہے:

ایاکم وھذا بالفجار والسفھاء فانکم اذا فعلتموھا ظنوابانکم رضیتم بفعلھم۔

اپنے آپ کو بدکاروں اور کمینوں سے دور رکھو۔ اگر تم اُن کا رخ کرو گے تو وہ گمان کریں گے۔ کہ تم اُن کے کارناموں سے خوش۔

8- خواجہ ہبیرہ بصری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 297ھ)

خواجہ ہبیرہ بصری نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ حذیفہ مرعشی سے پہنا تھا۔ یہ بزرگ اپنے عہد کے علماء اور اولیاء کے پیشوا تھے اور حق تعالیٰ جل وعلیٰ کی معرفت میں معروف و مشہور تھے۔ بلند درجے اور عالی مقامات پر فائز تھے۔ قدس الله سره العزيز

9- خواجہ ممشاد علو دینوری رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 299ھ)

شمس الفقرا، بدر الاتقیا، شیخ الاصفیائے وقت، صاحب کشف و کرامات ذات و صفات میں پسندیدہ، سرداری کا خلعت پائے ہوئے حضرت خواجہ ممشاد علو دینوری نور الله مرقده بانوار القدس۔

آپ نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ ہبیرہ بصری سے پہنا تھا۔ مجاہدات میں بلند مقام اور مشاہدات میں عالی مرتبہ رکھتے تھے۔ آپ نے اپنی زندگی میں کسی دن کوئی چیز نہ کھائی۔ صرف دنیا کی نعمتوں کی بُو پر گزارہ کرتے۔ جب یہ بزرگ پیدا ہوئے تو صرف رات کو دودھ پیتے اور جب صبح ہو جاتی تو ماں کے پستان کو منہ میں نہ لیتے، یعنی آپ تمام عمر روزہ دار رہے تا کہ ملاقاتِ رب العالمین سے روزہ کھولیں۔ (۴)

10- خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 343ھ)

تاج الاولیاء، سراج الاصفیاء، ملک المشائخ، بالاتفاق مقتدائے وقت خواجہ ابو اسحاق چشتی کہ عالمِ نیازمندی کے بادشاہ تھے اور دار السلطنتِ راز کے شہنشاہ تھے۔ آپ نے خرقۂ ارادت خواجہ ممشاد علو دینوری سے پہنا۔

آپ شام کے رہنے والے تھے۔ یہ پہلے بزرگ ہیں کہ جن کے نام کے ساتھ تذکروں میں چشتی لکھا ہوا ہے۔ چشت خراسان کے ایک مشہور شہر کا نام ہے۔ اس شہر میں کچھ بزرگانِ دین نے روحانی تربیت کا ایک بڑا مرکز قائم کیا تھا، جس کو بعد میں بڑی شہرت

حاصل ہوئی اور وہ نظام اس مقام کی نسبت سے چشتیہ کہلانے لگا۔

خواجہ ابواسحاق اپنے وطن سے چل کر بغداد آئے اور خواجہ ممشاد کی بارگاہ میں حاضر ہوئے۔ جبکہ خواجہ ممشاد اپنی خانقاہ کا دروازہ عام طور پر بند رکھتے تھے۔ جب کوئی آتا تو پوچھتے کہ مسافر ہو یا مقیم پھر فرماتے، اگر مقیم ہو تو اس خانقاہ میں آ جاؤ، اگر مسافر ہو تو یہ خانقاہ تمہاری جگہ نہیں، کیونکہ جب تم چند روز یہاں رہو گے تو پھر تم جانا چاہو گے تو مجھے تکلیف ہوگی اور مجھ میں فراق کی طاقت نہیں۔

جب خواجہ ابواسحاق اُن کی خانقاہ میں حاضر ہوئے تو انھوں نے پوچھا، تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا، ابواسحاق شامی۔ فرمایا: آج سے لوگ تمہیں ابواسحاق چشتی کہہ کر پکاریں کے اور چشت اور اس کے نواح کے لوگ تم سے ہدایت پائیں گے اور ہر وہ شخص جو تمہارے حلقہء ارادت میں داخل ہوگا، اس کو قیامت تک چشتی کہہ کر پکاریں گے۔ اس کے بعد خواجہ ممشاد نے اُن کو رشد و ہدایت کے لیے چشت روانہ کر دیا، جہاں اُن کی پُرخلوص جدوجہد سے عظیم سلسلے سلسلۂ چشتیہ کی بنیاد پڑی۔

خواجہ ابواسحاق چشتی فقر و فاقے کی زندگی بسر کرتے تھے اور اس پر فخر کرتے تھے۔ ایک دن اپنے مرید خواجہ ابواحمد چشتی سے کہا: اے ابواحمد درویشی عرب وعجم کی بادشاہی سے بھی بڑھ کر ہے۔ اگر ابواسحاق کو ملکِ سلیمان بھی دیں تو خدا کی قسم وہ قبول نہیں کرے گا۔ آپ کا مزار شریف عکہ (شام) میں ہے۔(۵)

11- خواجہ ابواحمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:355)

عمدۃ الابرار، قدوۃ الاخیار، ملک الاولیا، سلطان الاصفیا، برہان الاتقیا عزم میں سعد اسعد خواجہ سید ابی احمد ابدال ابنِ فرسنافہ چشتی طاب ثراہ نے خرقۂ ارادت خواجہ ابواسحاق چشتی سے پہنا تھا۔

سلطان فرسناقہ کے صاحبزادے تھے، جو شرفائے چشت سے تھے۔ آپ 6 ماہ رمضان 260ھ (873ء) میں معتصم باللہ کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے، اور 14 ربیع الثانی 411ھ (1020ء) میں وفات پائی۔ آپ ممالکِ ملکِ مکاشفات کے بادشاہ اور دارالسلطنت مشاہدہ کے سلطان تھے۔ دوست کے اسرار میں سے کوئی راز آپ سے پوشیدہ نہ تھا اور عالمِ ذوق درونی میں بادشاہی کو ٹھکرادیتے تھے۔ اللہ کی اُن پر رحمتیں ہوں۔ آپ کا مزار مبارک قصبۂ چشت میں ہے۔ (۶)

12- حضرت خواجہ ابو محمد چشتی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 411ھ)

قطب المشائخ والفقرا، ملک الائمہ والعلا، ملجائے اوتاد، مفخر العباد خواجہ محمد چشتی طیب اللہ مرقدہ ونور اللہ مشھدہ۔ انواع کرامات اور قسم قسم مشاہدوں کے درجوں سے آراستہ تھے۔ آپ نے خرقۂ ارادت حضرت ابو احمد چشتی سے حاصل کیا تھا۔

منقول ہے کہ خواجہ ابو محمد چشتی اکثر عالم تحیر میں رہتے، ان کا پہلوئے مبارک سالہا سال زمین سے نہیں لگا اور شوق کے غلبوں اور انتہائے مجاہدات میں ''نماز معکوس'' پڑھتے۔ آپ کے گھر میں ایک کنواں تھا اس کنویں میں آپ اُلٹے لٹک کر خدائے تعالی کی عبادت کرتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک قصبۂ چشت میں ہے۔ (۷)

13- حضرت خواجہ ابو یوسف چشتی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 459)

اعلم علماء، سید الاولیاء، سید الاذکیا، پیشوائے اہلِ تصوف، ناصر الملت والدین خواجہ ابو یوسف چشتی کہ طریقت کا جمال اور حقیقت کا کمال تھے، آپ کی کرامتیں کھلی ہوئیں اور آپ کی ولایت کی واضح دلیلیں ہیں۔ نور اللہ روضتہ وبرد تربتہ آپ کو خرقۂ خلافت حضرت خواجہ ابو محمد چشتی سے حاصل ہوا تھا۔ یہ اپنے مرشد کے بھانجے، مرید اور تربیت یافتہ تھے۔ "سفینتہ الاولیاء" میں ہے کہ خواجہ ابو یوسف نے 84 سال کی عمر میں 4 ربیع الآخر 459

ھ(1067ء) کو وفات پائی۔آپ کا مزار مبارک قصبۂ چشت میں ہے۔

14- حضرت خواجہ سید قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:527)

سرورِ مشائخ کبار، بادشاہ اولیائے نامدار، ظلِ اللہ فی الخلق، سیف اللہ ناطقِ بالحق، خواجہ قطب الحق والدین، مخصوص بعنایتِ رب العالمین، خادم الفقراو المساکین، مَلک الاولیا، سلطان الاصفیا خواجہ مودود چشتی کہ تمام اکابر مشائخ وقت اُن کے حکم کے فرماں بردار اور تابع تھے اور آپ کی تعظیم وتکریم میں انتہائی کوشش کرتے تھے۔آپ نے خرقۂ ارادت خواجہ ناصر الدین یوسف چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے پہنا تھا۔

اُن کے گھر والوں سے منقول ہے کہ جس وقت حضرت خواجہ مودود چشتی پر خانۂ کعبہ کی زیارت کا اشتیاق غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانۂ کعبہ کو لا کر خواجہ مودود چشتی کی نظر کے سامنے کر دو۔خواجہ مودود چشتی طواف کرتے اور جس نماز کا وقت ہو جاتا وہ ادا کرتے، پھر فرشتے خانۂ کعبہ کو لے جاتے۔آپ کا مزار مبارک قصبۂ چشت میں ہے۔(۸)

15- حضرت خواجہ شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:612ھ)

اعلم علماء، قدوۃ اولیا، خواجہ حاجی شریف زندنی رحمۃ اللہ علیہ کہ جو اکابر مشائخ میں کلماتِ حقیقت کے بیان کرنے میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے۔علماء فضلا اور اہلِ حقیقت کی توجہ اُن کی طرف زیادہ تھی، آپ نے خرقۂ ارادت خواجہ قطب الملۃ والدین مودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز سے پہنا تھا۔

ترکِ دنیا: منقول ہے کہ خواجہ شریف زندنی چالیس سال تک مخلوق سے گوشۂ نشینی اختیار کر کے ویرانوں میں رہے۔جنگلی درختوں کے پتے اور جنگلی میوے آپ کی غذا تھی۔ اگر کوئی آپ کی خدمت میں آتا تو آپ کا خادم ان سے کہتا کہ ہرگز آپ کے سامنے دنیا کے جھگڑے اور قصے نہ بیان کرنا، ورنہ زیارت کی سعادت سے محروم ہو جاؤ گے۔

منقول ہے کہ سلطان سنجر کو کسی نے خواب میں دیکھا اور اُس سے پوچھا کہ خدائے تعالی نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے کہا کہ دنیا میں جو کچھ نیک و بد میں نے کیا تھا، وہ میرے سامنے لایا گیا، پھر عذاب کے فرشتوں کو حکم ہوا کہ اسے دوزخ میں لے جاؤ۔ اسی اثنا میں یہ حکم پہنچا کہ فلاں دن اس نے مسجد دمشق میں خواجہ شریف زندنی کی قدم بوسی کی سعادت حاصل کی تھی۔ اُس ملاقات کی برکت سے اس کو بخش دیا جائے۔ (۹)

16- حضرت خواجہ عثمان ہاروَنی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 617ھ)

صاحبِ کشف و کرامات، بادشاہِ عالمِ مشاہدات، خلیفہ حاجی شریف زندنی، خواجہ عثمان ہاروَنی رحمتہ اللہ علیہ کہ علم شریعت و طریقت میں اپنے وقت کے بہت بڑے عالم اور مقتدائے اوتاد و ابدال تھے۔ آپ نے خرقۂ ارادت حضرت خواجہ شریف زندنی رحمتہ اللہ علیہ سے پہنا تھا۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

منقول ہے کہ شیخ الاسلام معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ العزیز فرماتے تھے کہ میرا ایک ہمسایہ جو خواجہ عثمان ہاروَنی کے مریدوں میں تھا، اُس کے جنازے میں شریک تھا۔ جب اُس کو قبر میں رکھا اور لوٹ گئے تو میں کچھ دیر اس کی قبر پر ٹھہرا رہا۔ میں نے دیکھا کہ عذاب کے فرشتے حاضر ہوئے ہیں۔ اسی درمیان خواجہ عثمان ہاروَنی تشریف لائے اور فرشتوں سے کہا کہ اسے عذاب مت دو کہ یہ میرے مریدوں میں سے ہے۔ فرشتوں کو حکم ہوا کہ ان سے کہو کہ یہ تمہارے خلاف تھا۔ خواجہ عثمان ہاروَنی نے فرمایا کہ بے شک یہ میرے برخلاف تھا، لیکن اس نے اپنے آپ کو میرے دامن سے وابستہ کیا تھا۔ حکم ہوا کہ خواجہ عثمان ہاروَنی کے مرید کو عذاب نہ دو کہ ہم نے اس کو بخش دیا۔ آپ کا مزار شریف مکہ مکرمہ میں ہے۔ (۱۰)

17- خواجہ سید معین الدین سنجری قدس اللہ سرہ (متوفی: 630ھ)

شیخ شیوخ طریقت، اصل اصول بہ حقیقت، صاحب اسرار الٰہی، وارث الانبیاء

والمرسلین، نائب رسول اللہ فی الہند حضرت خواجہ معین الحق والشرع والدین خواجہ معین الدین حسن سنجری۔ قدس اللہ سرہ العزیز۔

آپ تمام اوصافِ مشائخ سے موصوف تھے۔ اور انواع واقسام کی کرامات اور عالی درجات سے مشہور تھے۔ اور یہ بادشاہِ اسلام حضرت خواجہ عثمان ہارونی کے خلیفہ تھے۔

فرمایا کرتے تھے کہ حاجی جسم کے ساتھ خانۂ کعبہ کا طواف کرتے ہیں لیکن عارف دل کے ساتھ عرش کے گرد اور حجاب عظمت کے گرد طواف کرتے ہیں اور لقائے الٰہی چاہتے ہیں۔

فرمایا کرتے تھے کہ ایک مدت تک میں نے خانۂ کعبہ کے گرد طواف کیا لیکن اب خانۂ کعبہ میرے گرد طواف کرتا ہے۔

فرمایا کرتے تھے کہ مرید فقر کے نام کے پانے کا اُس وقت مستحق ہوتا ہے کہ جب وہ عالمِ فانی میں باقی ہو جائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ وہ ثابت کب ہوتا ہے؟ فرمایا کہ اُس وقت جب کہ گناہوں کا لکھنے والا فرشتہ بیس سال تک اُس کا کوئی گناہ نہ لکھے۔ نیز فرمایا کہ اہلِ محبت کی علامت یہ ہے کہ کہ سوائے خدا کے کسی کا مطیع نہ ہو اور کسی سے ڈر کر اس کے حکم پر نہ چلے۔ (۱۱)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر ”فوائد السالکین“ میں لکھتے ہیں۔ کہ ایک مرتبہ شیخ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خواجہ معین الدین چشتی کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ سلطان شمس الدین التمش، اللہ تعالیٰ اُس کی دلیل کو روشن کرے، ابھی 12 سال کا بچہ تھا اور ہاتھ میں پیالہ لیے جا رہا تھا۔ کہ مسجد کے سامنے سے جب گزرا تو حضرت شیخ معین الدین چشتی اجمیری کی اُس پر نگاہ پڑی تو فوراً شیخ معین الدین چشتی اجمیری نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا یہ لڑکا جب تک دہلی کا بادشاہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ اسے دُنیا سے نہ اُٹھائے

گا۔ آپ کا مزار مبارک اجمیر شریف (بھارت) میں ہے۔ (۱۲)

18- حضرت خواجہ سید قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:633ھ)

شیخ علی الاطلاق، قطب باتفاق، منبعِ اسرار، مطلعِ انوار، شمعِ عالم، بادشاہِ بنی آدم، شیخ الاسلام، نامدار قطب الحق والدین بختیار اوشی قدس اللہ سرہ العزیز شیخ الاسلام معین الدین حسن سنجری کے خلیفہ تھے۔ اور اکابر اولیا اور جلیل القدر اصفیا میں تھے۔ آپ کے زمانے میں تمام آپ کے مطیع وفرماں بردار اور معتقد تھے۔ ہمہ گیر مقبولیت رکھتے تھے۔ آپ کا ہر سانس "لی مع الله" کے ساتھ مخصوص تھا۔

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ "فوائد السالکین" میں لکھتے ہیں ایک دفعہ مجلس میں اولیا کی کشف وکرامات کے بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ شیخ میں اس قدر دل کی قوت اور ضمیر کی صحبت ہونی چاہیے کہ جب کوئی شخص اس کے پاس بیعت ہونے کے لیے جائے تو اس پر واجب ہے کہ اپنی قوت باطنی سے اس شخص کے سینے کے زنگار کو جو دنیاوی آلائشوں سے آلودہ ہو، صیقل کرے تاکہ کھوٹ، دغا، فریب، حسد، برائی اور دنیاوی آلائشوں سے کوئی کدُورت بھی اس کے سینے میں نہ رہے۔ اس کے بعد اس کا ہاتھ پکڑ کر معرفت کے بھیدوں سے واقف کردے۔ اگر پیر کو اس قدر قوت حاصل نہ ہو تو تحقیق جان! کہ پیر اور مرید دونوں گمراہی کے جنگل میں سرگرداں ہوں گے۔ (۱۳)

19- حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:659ھ)

حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر برہان الشریعت ہیں، سلطان الطریقت ہیں، گنج حقیقت ہیں۔ آپ نے 575ھ میں اس عالم کو زینت بخشی۔ بعض نے آپ کی پیدائش 569ھ میں ہونا لکھا ہے۔

رمضان کے چاند میں شک تھا۔ایک بزرگ وہاں مقیم تھے۔لوگوں نے ان سے پوچھا کہ روزہ رکھا جائے یانہیں، انہوں نے فرمایا کہ قاضی (آپ کے والد) کے یہاں ایک بچہ ہوگا، اگراس نے دودھ پیاتو روزہ نہیں رکھنا چاہیے، اسی رات کوآپ کی ولادت واقع ہوئی، آپ نے دودھ نہیں پیا۔لوگوں نے روزہ رکھا۔آپ کا نام ''مسعود'' ہے۔حضرت فرید الدین عطار نے آپ کوفرید الدین کا نام عنایت کیا، یہ بھی کہا جاتا ہے۔کہ فرید الدین لقب ہے، جو بارگاہ ایزدی سے آپ کوعطا ہوا۔آپ ''گنج شکر'' کے لقب سے مشہور ہیں۔ایک دن آپ ایک مسجد میں جومحلّہ سرائے حلوائی میں واقع تھی، بیٹھے ہوئے تھے مولانا منہاج الدین ترمذی اسی مسجد میں درس دیا کرتے تھے۔آپ ''نافع'' کا مطالعہ کررہے تھے۔

قطب الاقطاب حضرت حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمتہ اللہ علیہ جب ملتان تشریف لائے تو پہلے ہی اسی مسجد میں آئے۔حضرت قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نماز سے فارغ ہر کرآپ کے پاس تشریف لائے، آپ سے پوچھا۔

''مسعود!''توچومی خوانی''۔

(مسعودتم کیاپڑھتے ہو؟)۔

آپ نے جواب دیا:

''کتاب نافع''

یہ سن کرحضرت حضرت قطب صاحب نے فرمایا

''میدانی کہ نفع توازین نافع خواہد بود''۔

(تم جانتے ہوکہ نافع سے تمہیں نفع ہوگا)۔

آپ نے عرض کیا۔

''مجھے توحضرت کی قدم بوسی سے نفع ہوگا''۔

یہ کہہ کر آپ اُٹھے اور سر نیاز حضرت قطب صاحب کے قدموں پر رکھا۔بعد ازاں خرقہ خلافت سے سرفراز ہوئے۔آپ کے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کا کی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا خاص مصلیٰ اور عصا آپ کو عنایت فرمایا۔

آپ فرمایا کرتے کہ اصحابِ طریقت اور مشائخ کبار اپنے فوائد میں لکھتے ہیں کہ زکوٰۃ تین قسم کی ہوتی ہیں:

(1)زکوٰۃ شریعت (2)زکوٰۃ طریقت (3)زکوٰۃ حقیقت

شریعت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ اگر چالیس درہم ہوں تو اُس میں سے ایک درہم راہِ خدا میں صرف کردیں۔طریقت کی زکوٰۃ یہ ہے کہ چالیس میں سے ایک اپنے پاس رکھے اور باقی راہِ خدا میں خرچ کردے۔اور حقیقت کی زکوٰۃ یہ کہ چالیس میں سے کچھ بھی نہ بچائے بلکہ تمام راہِ خدا میں تقسیم کردے۔اس واسطے کہ درویشی خود فروشی ہے۔آپ کا مزار مبارک پاک پتن (پاکستان) میں ہے۔(۱۴)

20-حضرت محبوب الٰہی خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:725ھ)

سلطان المشائخ، محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء صرف ایک صوفی باصفا ہی نہیں تھے جنہوں نے تصوف اسلامی کی تمام خوبیوں کو اپنی سیرت کے آئینے میں دکھا دیا بلکہ ایک نکتہ رس فقیہہ، محدث، مفسر، محقق اور ادبیات عربی و فارسی کے متجر عالم، شاعر اور تاریخ و سیر پر گہری نظر رکھنے والے نہایت وسیع المطالعہ اور باخبر انسان تھے۔آپ کا نام محمد بن احمد اور لقب نظام الدین ہے۔

آپ کو خرقہ خلافت حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کی بارگاہ سے عطا ہوا، خلافت عطا کرتے ہوئے حضرت بابا صاحب نے حاضرین مجلس سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''آج میں نے ایک ایسا درخت لگایا ہے۔جس کے سائے میں بہت سی خلق خدا

آرام پائے گی"
حضرت خواجہ محبوب الٰہی ہی سے سلسلہ چشتیہ کی ذیلی شاخ چشتیہ نظامیہ چلی۔
حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء نے مجلس میں شیخ الاسلام حضرت فرید الدین مسعود گنج شکر کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ کی خدمت میں چاقو کا تحفہ پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میرے پاس چھری مت لاؤ سوئی لاؤ کہ چھری کاٹنے (اور جدا کرنے) کا آلہ ہے اور سوئی جوڑنے کا آلہ ہے۔" (١٥)

شیخ الاسلام بابا فرید الدین نے سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیا سے فرمایا کہ اگر تم بزرگوں کے درجہ تک پہنچنا چاہتے ہو۔ تو اپنے اوپر یہ لازم کرلو کہ شہزادوں کی طرف التفات نہ کرو۔ نیز لالچی علما اور حریص فقراء کی صحبت سے بھی دور بھاگو کہ اُن کی صحبت دنیاداروں کی صحبت سے بھی بری ہے۔ نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہر عالم کے پاس نہ بیٹھو بلکہ اُس کے پاس جو تمہیں پانچ چیزوں سے پانچ چیزوں کی طرف بلائے۔

(1) شک سے یقین کی طرف
(2) نمود و نمائش سے اخلاص کی طرف
(3) دنیاوی رغبت سے ترکِ دنیا کی طرف
(4) خودنُمائی سے کسرِ نفسی کی طرف
(5) باہمی دشمنی سے خیر خواہی کی طرف۔

آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔ (١٦)

21- حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دھلی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی: 757ھ)

آپ کو خرقہ خلافت خواجہ نظام الدین اولیاء کی بارگاہ سے عطا ہوا۔ اور آپ "چراغ دھلی" کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔ آپ فرمایا کرتے کہ مرید دو طرح کے ہوتے ہیں

ایک رسمی، دوسرے حقیقی، رسمی مرید وہ ہے کہ پیر اسے تلقین کرے کہ دیکھی ہوئی چیزوں کو نہ دیکھی ہوئی اور سنی ہوئی چیزوں کو نہ سنی ہوئی سمجھنا اور سنت و جماعت کا پابند رہنا اور حقیقی مرید وہ ہے جسے پیر تلقین میں فرمائے کہ تو سفر و حضر میں میرے ہمراہ رہنا یا تیرے ہمراہ رہوں گا، آپ فرمایا کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ المشائخ کی زبان مبارک سے سنا ہے کہ سماع کی چار قسمیں ہیں، ایک حلال، دوسری حرام، تیسری مکروہ چوتھی مباح پھر فرمایا کہ اگر صاحب وجد کا دل اللہ تعالی کی طرف زیادہ ہو تو مباح ہے، اگر مجاز کی طرف ہو تو مکروہ اور اگر دل بالکل اللہ کی طرف ہو تو حلال اور اگر بالکل مجاز کی طرف ہو تو حرام ہے۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔(۱۷)

22- حضرت شیخ المشائخ خواجہ کمال الدین علامہ رحمتہ علیہ (متوفی:756ھ)

حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے خواہر زادہ تھے۔ والدِ ماجد کا اسمِ گرامی شیخ عبد الرحمان تھا۔ سلسلۂ نسب حضرت فاروق اعظم سے ملتا ہے۔ علمِ حدیث، فقہ تفسیر اور اصول میں یگانۂ روزگار تھے۔ اس لیے علامہ آپ کا خطاب تھا۔ آپ کے شاگردوں میں حضرت مخدوم جہانیاں جہان گشت، مولانا احمد تھانیسری، مولانا سنگریزہ ملتان اور مولانا عالم پانی پتی جیسے بزرگ شامل ہیں۔ شرفِ بیعت سلطان المشائخ خواجہ نظام الدین اولیار رحمتہ اللہ علیہ سے حاصل تھا۔ خلافت حضرت چراغ دہلوی نے عطا فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔

23- سراج السالکین حضرت خواجہ سراج الدین رحمتہ اللہ علیہ (متوفی:770ھ)

حضرت کمال الدین علامہ کے تیسرے صاجزادے تھے۔ چار سال کی عمر میں حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید ہوئے۔ علوم ظاہری اور باطنی اپنے والدِ ماجد سے حاصل کئے۔ آپ صاحبِ دیوان شاعر تھے۔ آپ کا یہ شعر مشہور ہے۔

بارِ دیگر ہم می گوید سراج
قبلۂ مانیست الا رُوئے دوست

فخر الاولیاءؒ میں ہے کہ آپ حضرت چراغِ دہلوی کے مرید وخلیفہ تھے۔ اور والدِ بزرگوار حضرت خواجہ کمال الدین علامہ سے بھی آپ کو خلافت ملی تھی۔ آپ کا مزار مبارک پیرانِ پٹن برکات پورہ (گجرات) میں ہے۔(۱۸)

24-قطب العالم حضرت خواجہ علم الدین علم الحق رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:895ھ)

سراج السالکین حضرت خواجہ سراج الدین رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے صاجزادے تھے۔ والدِ محترم کے مرید وخلیفہ تھے۔ انہی سے علوم ظاہری اور باطنی حاصل کئے۔ حضرت خواجہ سید محمد گیسُو دراز رحمۃ اللہ علیہ سے بھی اِرادت واجازت حاصل تھی۔ نہایت درجہ متواضع، متبع سنت اور صاحب کشف کرامتھے۔ جو زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے وہی ہوتا۔ سماع سے خصُوصی شغف رکھتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک پیرانِ پٹن برکات پورہ (گجرات) میں ہے۔

25-حبیبِ معبُود حضرت خواجہ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:900ھ)

آپ نے اپنے والدِ بزرگوار حضرت خواجہ علم الدین علم الحق سے خرقۂ ارادت حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد جانشین ہوئے۔ ریاضت وکرامت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے۔ سلسلہ سُہر وردیہ اور شطاریہ میں حضرت شیخ قاذن رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت حاصل تھی نیز خرقۂ خلافت چشتیہ شیخ ابی الفتح مرید وخلیفہ حضرت خواجہ سید محمد گیسُو دراز رحمتہ سے بھی حاصل تھا۔ آپ کا وصال جمعہ 22 صفر 932 ہجری کو ہوا۔ آپ کا مزار مبارک پیرانِ پٹن برکات پورہ (گجرات) میں ہے۔

26-جمال الابرار حضرت خواجہ جمال الدین عُرف جمن رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:908ھ)

آپ اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمود راجن رحمۃ اللہ علیہ کے مرید وخلیفہ تھے۔ علوم

ظاہری اور باطنی انہیں سے حاصل کئے۔ مراۃ السالکین میں ہیں کہ آپ صاحب معرفت، اہلِ شریعت اور عالمِ متبحر تھے۔ ہمیشہ ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک احمد آباد (گجرات) میں ہے۔

27-قدوۃ الاولیاء حضرت خواجہ جمال الدین حَسن محمد نوری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:982ھ)

923ہجری میں احمد آباد گجرات میں پیدا ہوئے۔ والدِ ماجد کا اسم گرامی شیخ احمد عرف میاں جیو تھا۔ حضرت خواجہ کمال الدین علامہ کی اولاد امجاد سے تھے۔ مراۃ السالکین میں ہے کہ آپ مادرزاد ولی تھے۔ اور آپ نے اپنے والد ماجد کی زندگی میں ہی شہرتِ عظمیٰ حاصل کر رکھی تھی۔

بارہ برس کی عمر میں حضرت خواجہ جمال الدین جمن کے مرید ہوئے۔ اور اٹھارہ برس کی عمر میں علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کر کے اس کے خلیفہ بنے۔ آپ کو سلسلہ چشتیہ میں اپنی والدِ ماجد کی طرف سے خلافت حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں مختلف بزرگانِ سلاسل سے قادریہ، نوربخشیہ، ہمدانیہ، فردوسیہ اور کبرویہ سلسلوں میں خلافت اور اجازت حاصل ہوئی۔(۱۹)

28-قدوۃ السالکین حضرت خواجہ شمس الدین محمد حامدؒ (متوفی:1041ھ)

نام نامی شمس الدین اور لقب محمد ہے۔ علومِ ظاہری و باطنی کی تکمیل کے بعد اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ حسن محمد رحمۃ اللہ علیہ سے خرقۂ اِرادت حاصل کیا اور ان کے وصال کے بعد سجادہ نشین ہوئے۔ والدِ ماجد سے مادریہ، سہروردیہ، نقشبندیہ سلسلوں میں بھی خلافت ملی تھی نیز حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی سے فیض روحی حاصل تھا۔ آپ کا مزار مبارک احمد آباد (گجرات) میں ہے۔

29-امام الاتقیاء حضرت خواجہ ابُو یوسف محی الدین یحیٰی مدنی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:1122ھ)

نامِ نامی محی الدین، لقب یحیٰی مدنی اور کنیت ابو یوسف ہے۔ والدِ ماجد کا اسمِ گرامی شیخ

محمود بن حسن رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ جو حضرت خواجہ کمال الدین علامہ کی اولاد سے تھے۔ تکمیلِ علوم کے بعد اپنے دادا حضرت خواجہ شمس الدین محمد حامد سے خرقۂ فقر و اِرادت حاصل کیا۔ آپ کا مزار مبارک جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں ہے۔

30- حضرت شاہ کلیم اللہ شاہجہاں آبادی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:1142ھ)

والد ماجد کا اسمِ گرامی نور اللہ بن شیخ احمد تھا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے۔ شیخ یحییٰ مدنی نے خرقہ خلافت سے نوازا اور ظاہری و باطنی نعمت سے سرفراز کیا اور حکم دیا کہ دہلی جا کر خلقِ خدا کی خدمت و ہدایت کا فریضہ انجام دیں۔ شاہ صاحب نے دہلی آکر بازار خانم میں رہائش اختیار کی اور سلسلہ دَرس و تدریس شروع کیا۔ بہت جلد اُن کی شہرت پورے ملک میں پھیل گئی اور طلباء دُور دُور سے آکر تحصیل علم کیلئے حاضر ہونے لگے۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔ (۲۰)

31- حضرت شاہ نظام الدین اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (متوفی:1142ھ)

1060 ہجری میں کاکوری میں پیدا ہوئے۔ حضرت شاہ کلیم اللہ جہاں آبادی کے عزیز ترین مرید و خلیفہ تھے۔ سلسلہ نسب حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کے واسطہ سے حضرت سیّدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ شاہ صاحب حضرت نظام الدین سے نہایت پیار و محبت رماتے اور ان کی ظاہری تعلیم اور تربیت کی ذمہ داری قبول فرمائی۔ آپ کا مزار مبارک اورنگ آباد میں ہے۔

32- مُحب النّبی حضرت شاہ فخر الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:1199ھ)

حضرت شاہ فخر الدین والدِ ماجد کی طرف سے صدیقی تھے۔ اور والدہ ماجدہ کی طرف سے سیّد۔ ان کی والدہ ماجدہ محترمہ سیّد بیگم حضرت خواجہ سیّد گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان سے تھیں۔ حضرت شاہ نظام الدین کے بیٹے کی اصلاحِ باطن کیلئے خصوصی توجہ

فرماتے تھے۔ بچپن میں انہیں مرید کرلیا تھا۔ جب نظام الدین کا وقت آخر آیا تو اپنے داماد قاضی کریم الدین خان کو حکم دیا کہ مولانا فخر الدین کو بلاؤ۔ وہ آئے تو حضرت شاہ نظام الدین نے انہیں اپنے سینے سے لپٹا لیا۔ اور اپنی تمام باطنی نعمتیں ان کے سینے میں منتقل کر دیں۔ اس کے بعد اُن کی روح پُرفتوح عالمِ فانی سے عالمِ باقی کی طرف پرواز کرگئی۔ آپ کا مزار مبارک دہلی میں ہے۔

33۔ حضرت خواجہ نور محمد قبلہ عالم مہاروی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:1205ھ)

حضرت خواجہ نور محمد مہاروی مقتدائے اہل بصیرت ہیں۔ آپ کا نام ''سہیل'' ہے۔ آپ کا لقب ''نور محمد'' ہے۔ یہ لقب آپ کے پیرومرشد حضرت مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کو عطاء کیا تھا۔ ایک شخص نے آپ سے ایک سوال کیا کہ علماء کفار کی تعظیم نہیں کرتے اور اہلِ اللہ ہر مومن اور کافر کی تعظیم کرتے ہیں، حالانکہ شریعت اور حقیقت میں اختلاف نہیں ہے، پھر ایسا کیوں؟ آپ نے جواب دیا:

''وجہ یہ ہے کہ علماء کی نظر ان کے کفر پر پڑتی ہے اور اہلِ اللہ کی نظر مظہریت اور حقیقت پر پڑتی ہے نہ کہ کفر پر''۔ آپ کا مزار مبارک چشتیاں شریف بہاولپور میں ہے۔

34۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی:1267ھ)

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی مقتدائے ارباب یقین ہیں۔ آپ کے پیر روشن ضمیر نے آپ کو تونسہ میں رہنے کا حکم دیا۔ اپنے پیرومرشد کے مطابق آپ نے تونسہ میں سکونت اختیار کی۔ وہاں ایک جھونپڑی ڈال کر رہنے لگے۔ آپ اہلِ سماع وصاحب شوق وذوق تھے۔ بعض اوقات حالت رقص و وجد میں اشک بار ہوتے تھے۔ آپ خدا رسیدہ بزرگ ہونے کے علاوہ ایک عالم بھی تھے۔ قرآن، حدیث اور فقہ میں دست گاہ حاصل تھی۔ آپ اپنے معمولات کے سختی سے پابند تھے۔ کسی حالت میں بھی اپنے معمولات میں فرق نہیں

آنے دیتے تھے۔آپ کا معمول تھا کہ تہجد سے فارغ ہوکر ذکر جہر میں مشغول ہوتے ،فجر کی نماز کے بعد حجرہ میں جا کر تھوڑا آرام فرماتے ۔ پھر باہر تشریف لا کر رشد و ہدایت میں مصروف ہوتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ کرنا آپ کا ہمیشہ معمول تھا۔ظہر کی نماز سے فارغ ہوکر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے ، پھر عصر کی نماز ادا کرتے ،مغرب کی نماز سے فارغ ہوکر ذکر جہر میں ایک پہر گذارتے ۔رات کو کھانا کھا کر عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھتے ۔ پھر حجرہ میں جا کر آرام کرتے ۔ آپ کا مزار مبارک تونسہ شریف ڈیرہ غازی خان میں ہے۔

35- حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی (متوفی:1300ھ)

سیال شریف دورِ اکبری میں آباد ہوا، اسوقت خاندان کے ایک بزرگ میاں شیر کرم علی ،حضرت موسیٰ پاک شہید کے خلیفہ مجاز تھے اس وقت یہ کوری سلسلہ قادریہ کی ایک کڑی تھی مگر حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی حضرت شاہ سلیمان تونسوی کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور بیعت فرمائی ، یوں یہ گدی سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے منسلک ہوئی ، حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے متعلق حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی نے اپنے ایک ملفوظ میں فرمایا: ”اعلی حضرت سیالوی خواجہ شمس الحق والدین رضی اللہ عنہ اپنے وقت کے غوث الاعظم تھے۔ جب آپ سماع سنتے تو آپ کے وجد و حال کی یہ کیفیت ہوتی تھی کہ گھٹنہ مبارک نہایت معمولی برائے نام سی جنبش کرتا اور اگر خدانخواستہ کسی موقع پر گھٹنہ مبارک مرتفع ہو جاتا تو قیامت آجاتی کیونکہ یہ غفلت کی ہے اور غوث الاعظم کی ادنیٰ غفلت بھی مخلوق کی تباہی کا باعث بن جاتی ہے۔“ خواجہ سیالوی کو اپنے مرشد سے بڑی عقیدت اور محبت تھی۔ وہ کئی مرتبہ اُن کی خدمت میں گئے۔ چودہ مرتبہ اُنکے ہمراہ مہار شریف گئے۔ اُنکا سامان اپنے کاندھوں پر رکھ کر پیدل چلتے تھے، حضرت خواجہ سیالوی نے سیال شریف میں خانقاہ قائم کی۔ اور اُس کو اعلیٰ پایہ سے

چلایا۔ لنگر خانہ قائم کیا۔ جس سے زائرین، مسافروں، غرباء اور مساکین کو کھانا ملتا تھا۔ خانقاہ میں مسافروں، درویشوں اور فکرا کے رہنے کا بھی اچھا انتظام تھا۔ ہر ایک کو چار پائی اور بستر دیا جاتا۔ خواجہ سیالوی شفیق طبیعت کے مالک تھے۔ ہر ایک سے بڑے خلوص اور محبت سے ملتے تھے۔ شریعت کے معاملہ میں بہت سخت تھے۔ مریدوں کو شریعت کی پابندی کی سختی سے تاکید کرتے۔ نماز با جماعت پڑھتے تھے اور مزامیر کے ساتھ سماع سے اجتناب کرتے تھے۔ آپ کا مزار مبارک سیال شریف سرگودھا میں ہے۔ (۲۱)

36- حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1937ء)

آپ کا سلسلہ نسب 25 واسطوں سے حضرت غوث الاعظم شیخ عبد القادر جیلانی سے جا ملتا ہے۔ آپ کے خاندان کا سلسلہ قادری تھا، خود آپ کی پہلی بیعت بھی سلسلہ قادریہ میں پیر سید فضل الدین قادری سے ہے۔ لیکن آپ کو زمانہ طالب علمی ہی سے حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی سے ارادت و محبت تھی۔ تحصیل علم کے بعد حضرت خواجہ سیالوی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سلسلہ چشتیہ میں بیعت فرمائی اور خرقہ خلافت بھی حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی نے عطا فرمایا۔ ہندوستان میں فتنہ قادیانیت کا رد آپ نے اپنی زبان اور قلم دونوں سے کیا، آپ پر متصوفانہ رنگ غالب تھا وگرنہ فقیہانہ اسلوب میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ ملفوظات کے علاوہ آپ کی درجہ ذیل تصانیف ہیں۔

"تحقیق الحق فی کلمتہ الحق، سیف چشتیائی، شمس الھدایہ، اعلاء کلمتہ الحق فی بیان وما اھل بہ لغیر اللہ۔ عجابہ"

آپ کے مکتوبات کا مجموعہ بھی ملتا ہے۔ آپ کی پنجابی شاعری میں بڑی دلآویزی اور اثر انگیزی ملتی ہے، عشقِ رسول ﷺ اور وجودی فکر کی ترجمانی آپ کی شاعری کے خاص مضامین ہیں۔ (۲۲)

37- حضرت پیر سید غلام محی الدین گولڑوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1974ء)

حضرت خواجہ پیر سید غلام محی الدین المعروف بابو جی بن قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی گولڑوی (ف۔ 1937) کی ولادت باسعادت دسمبر 1891ء/ 1309ھ میں گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی میں ہوئی۔ والد ماجد نے آپ کی تربیت کیلئے قاری عبدالرحمٰن جو نپوری اور مولانا محمد غازی جیسے قابل ترین اساتذہ مقرر کیئے۔ بعد فراغت آپ نے والد گرامی کے دست مبارک پر بیعت کر کے اجازت وخلافت حاصل کی۔ اور پھر خلقِ خدا کی روحانی تربیت فرمانے لگے۔

بابو جی نے تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ برصغیر میں ایک علیحدہ آزاد مسلمان مملکت کے حصول وقیام کیلئے آل انڈیا مسلم لیگ کی پُرزور حمایت فرمائی اور اپنے ہر ملنے والے سے یہی فرمایا کہ برصغیر کی بہتری اسی میں ہے کہ مسلم لیگ کی مکمل اور متفقہ حمایت کی جائے۔

38- قُدوۃُ السالکین حضرت خواجہ محمد عبد الغفور دریاشریف المعروف حضرت باباجی صاحب رحمتہ اللہ علیہ (متوفی: 1397ھ)

دیکھیئے سلسلہ قادریہ

39- حضرت باباجی محمد مظہر قیوم قدس سرہ العزیز (متوفی: 1430ھ)

ایضاً

حواشی فصل سوم

۱۔ سیرالاولیاء، ص:105

۲۔ ایضاً، ص:107-106

۳۔ ایضاً،ص:110-109

۴۔ ایضاً، ص:116

۵۔ تاریخ مشایخ چشت، ص:139-135

۶۔ دیکھیئے:سیر الاقطاب ، ص:70-58

۷۔ سیر الاولیاء، ص:119

۸۔ ایضاً، ص: 123

۹۔ ایضاً، ص:125-124

۱۰۔ ایضاً، ص:126

۱۱۔ ایضاً، ص:128

۱۲۔ فوائد السالکین،ص: 16

۱۳۔ ایضاً ، ص:3

۱۴۔ راحت القلوب، ص:11

۱۵۔ دیکھیے : فوائد و الفواد، ص:408-407

۱۶۔ سبع سنابل، ص: 205

۱۷۔ مفتاح العاشقین ص۔23

۱۸۔ جمالِ فقر ،ص: 65

۱۹۔ ایضاً ، ص: 69-68

۲۰۔ ایضاً، ص:71-70

۲۱۔ پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں، ص: 307

۲۲۔ ایضاً ، ص:312-309

کلماتِ تشکُر

رسولِ دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے بندوں کا شکر ادا نہ کیا اُس نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا“

سب سے پہلے حضرت صاحبزادہ محمد احسن صاحب اور حضرت صاحبزادہ محمد اشرف صاحب کی شفقت پر مشکور ہوں جنہوں نے اِس خدمت کے قابل سمجھا۔ثانیاً والد محترم مولانا قاری فیض محمد چشتی صاحب کی پُرخلوص دُعائیں شاملِ حال رہیں۔ثالثاً بڑے بھائی ڈاکٹر محمد عمر دراز اور رضا المصطفیٰ نے ہر طرح سے مالی معاونت فراہم کی۔اور رابعاً مخلص ساتھیوں حافظ محمد سراج الدین، مولانا محمد اسماعیل مظہری اور عمران حسن کا انتہائی مشکور ہوں جنہوں نے ہر طرح کی معاونت فراہم کی۔

مصادر و مراجع

۱۔ سیر الاولیاء: سیّد محمد مبارک علوی المعروف امیر خورد، اُردو ترجمہ: اعجاز الحق قدوسی، مرکزی اُردو بورڈ لاہور۔1980ء

۲۔ نفحات الانس: مولانا عبدالرحمٰن جامی، اردو ترجمہ: شمس بریلوی، مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی۔ 1965ء

۳۔ اخبار الاخیار: شیخ عبدالحق محدث دھلوی، اُردو ترجمہ: شعاع ادب لاہور۔1962ء

۴۔ جامِ عرفان: سیّد محمد فاروق القادری، فرید بک سٹال لاہور۔

۵۔ تذکرہ صوفیائے سندھ: مولانا اعجاز الحق قدوسی، اردو اکیڈمی سندھ کراچی۔1959ء

۶۔ تذکرہ اولیائے سندھ: مولانا محمد اقبال نعیمی، شارق پبلشر کراچی۔1987ء

۷۔ تذکرہ صوفیائے سرحد: اعجاز الحق قدوسی، مرکزی اُردو بورڈ لاہور۔1966ء

۸۔ تذکرہ صوفیائے بلوچستان: ڈاکٹر انعام الحق کوثر، مرکزی اُردو بورڈ لاہور۔1976ء

۹۔ مراۃ الاسرار: شیخ عبدالرحمٰن چشتی، اُردو ترجمہ: کپتان واحد بخش سیال، صوفی فاؤنڈیشن لاہور۔1982ء

۱۰۔ تاریخ مشائخ چشت: خلیق احمد نظامی، مکتبہ عارفین کراچی۔1975ء

۱۱۔ فوائد الفواد: امیر سنجری، اُردو ترجمہ: خواجہ حسن نظامی، زاویہ پبلشرز لاہور۔2008ء

۱۲۔ جمال فقر: مولانا عبدالمالک چشتی، مکتبہ اکبریہ بلوخیل روڈ میانوالی۔

۱۳۔ پاکستان میں صوفیانہ تحریکیں: ڈاکٹر میمن عبدالمجید سندھی، سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور۔

۱۴۔ رسالہ قشیریہ: ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن القشیری، اُردو ترجمہ: ڈاکٹر پیر محمد حسن، اسلام آباد۔1970ء

۱۵۔ خزینۃُ الاصفیاء: مفتی غلام سرور لاہوری، اُردو ترجمہ: محمد ظہیر الدین، مکتبہ نبویہ لاہور۔1994ء

۱۶۔ اللہ والے: ڈاکٹر ظہور الحسن شارب، زاویہ پبلشرز لاہور۔2002ء

۱۷۔ فیوضات حسنیہ: صاجزادہ احمد حسن الحسنی، زاویہ پبلشرز لاہور۔1999ء

۱۸۔ رجال الغیب: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ نبویہ لاہور۔ 2007ء

۱۹۔ ملفوظات خواجہ نقشبند: سید عبدالودود، ضیاالقرآن پبلشرز لاہور۔

۲۰۔ سبع سنابل: میر عبدالواحد بلگرامی، اُردو ترجمہ: مفتی محمد خلیل خان قادری برکاتی فرید بک سٹال لاہور۔ 1999ء

۲۱۔ تاریخ مشائخ نقشبند: پروفیسر عبدالرسول، زاویہ پبلشرز لاہور

۲۲۔ داتائے سرحد: محمد سلیم اقبال جنیدی، عظیم پبلشرز لاہور

۲۳۔ ہشت بہشت: ملفوظات خواجگانِ چشت، ترتیب جدید: علامہ شمس الدین چشتی، اکبر بک سیلرز لاہور۔ 2006ء

۲۴۔ رسائل نقشبندیہ: پیرزادہ اقبال احمد فاروقی، مکتبہ لاہور۔

